باب
2

پاکستان میں مختلف مذاہب

سناتن/ ہندو دھرم کا تاریخی پسِ منظر:

اسلامی جمہوریہ پاکستان مسلم اکثریت کی ریاست ہے۔جس میں دیگر مذاہب کے پیروکار غیر مسلم بھی بڑی تعداد میں آباد ہیں۔ پاکستان میں مسیحی، ہندو، سِکھ، بُدھ، جین، پارسی، بہائی، کالاش اور دیگر مذاہب کے ماننے والے بستے ہیں۔تمام مذاہب کے پاکستانی شہری نہ صرف باہم مل جُل کر امن وسکون سے رہتے ہیں بلکہ ان کے مسلمانوں سے تعلقات بھی مثالی ہیں۔ پاکستان کے سب شہری ملک کے استحکام اور ترقی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔

سناتن دھرم:

برصغیر ہمیشہ سے قدیم انسانی تہذیب کا مرکز رہا ہے۔آریاؤں کی آمد سے پہلے یہاں دراوڑی آباد تھے،جن کی اپنی ثقافت اور مذہبی روایت واضح اور مہذب تھیں۔تاہم مذہبی روایت کا آغاز آریاؤں کی آمد سے کیا جاتا ہے۔ ہندو دھرم جنوبی ایشیا بالخصوص بھارت اور نیپال میں غالب اکثریت کا مذہب ہے جس کی بنیاد برصغیر میں رکھی گئی۔اسے دنیا کا قدیم ترین مذہب مانا جاتا ہے،عقائد اور روایات سے بھرپور سناتن دھرم کے کئی بانی مانے جاتے ہیں۔ اِس کی ذیلی روایات وعقائد اور فرقوں کو اگر ایک سمجھا جائے تو ہندو دھرم مسیحیت اور اِسلام کے بعد دُنیا کا تیسرا بڑا مذہب ہے۔اِس کے تقریباً ایک اَرب پیروکار ہیں جس میں سے 905 ملین بھارت اور نیپال میں رہتے ہیں۔ ہندو دھرم کے پیروکاروں کو ہندو کہا جاتا ہے۔ ہندو دھرم کو سناتن دھرم بھی کہتے ہیں، جو سنسکرت کے الفاظ ہیں،جن کا مطلب ’’لازوال قانون‘‘ ہے۔اِس کی جڑیں قدیم ہندوستان کے ویدی مذہب سے ہیں۔ ہندو دھرم چار ہزار 4000 قبل مسیح سے پانچ ہزار 5000 قبل مسیح کے قریب وادی سندھ کی تہذیب کی شروعات سے پہلے بھی موجود تھا۔اِس لیے اِسے دُنیا کا قدیم ترین مذہب مانا جاتا ہے۔

ویدک دور میں لوگوں کا مذہبی رجحان بدھ مذہب کی طرف ہوا،تو ویدوالوں کے لیے ضروری ہو گیا،کہ اس کی از سرِ نو تنظیم کریں۔چنانچہ ویدک دھرم میں بنیادی تبدیلیوں کے بعد اسے ساتن/ ہندو دھرم کا نام دیا گیا اور سماجی نظام کو بھی اس میں شامل کر لیا گیا۔اب ہندو دھرم کا دائرہ وسیع ہو چکا تھا۔جس میں مذہبی اور سماجی دونوں نظام شامل تھے۔

ہندو دھرم کے جن مذہبی رجحانات کا اظہار مہابھارت اور رامائن کی رزمیہ نظموں پانچ سو 500 قبل مسیح (BCE) سے چار سو 400 قبل مسیح (BCE) میں ملتا ہے وہ پرانوں کے دَور 400 سے 1200 قبل مسیح (BCE) تک خوب برگ وبار لایا۔عہدِ وسطی اور دورِ حاضر کے ہندو مذہب کی بنیاد درحقیقت انھیں مذہبی رجحانات اور رسومات پر ہے جو رزمیہ نظموں کے زمانے سے اُبھر کر پرانوں کے دور میں اپنے درجہِ کمال کو پہنچے۔پرانوں نے نئی ہندو دینیات کے لیے مستحکم بنیادیں فراہم کرنے کی کوشش کی۔

ہندو دھرم مختلف مثبت اور متضاد عقائد ورسوم، رجحانات،تصورات اور نظریات کے مجموعہ کا نام ہے۔یہ کسی ایک شخص کا قائم کردہ یا لایا ہوا نہیں ہے بلکہ مختلف نظریات کا ایک ایسا مرکب ہے جو صدیوں میں جا کر تیار ہوا ہے۔اس کی وسعت کا یہ عالم ہے کہ الحاد سے لے کر

عقیدہ وحدۃ الوجود تک بلا قباحت اس میں ضم کر لیے گئے ہیں۔ ہندو دھرم ایک نظام ہے، جس کے اندر عقائد، رسوم اور تصورات کی بہتات ہے۔ اسے ویدی مذہب کی ترقی یافتہ، توسیع یافتہ اور تبدیل شدہ شکل بھی کہا جاسکتا ہے کیوں کہ وہ نظریہ جہاں سے یہ نکلا ہے وہ بہر حال ویدی مذہب ہی تھا۔

ہند آریائی مذہب:

آریائی دور اس عہد سے تعلق رکھتا ہے جب آریا برصغیر میں آئے اور یہاں کے مقامی باشندوں سے برسرِ پیکار ہوئے۔ برصغیر میں آنے کے بعد آریا چند صدیوں میں اپنی زبان بھول گئے اور ساتھ ہی ساتھ اپنی دیگر خصوصیات مثلاً روایات، رسم و رواج اور ثقافت بھی کھوتے چلے گئے۔ انھوں نے یہاں کی مختلف قوموں کے تمدنی اثرات، عقائد اور رسوم کو قبول کر لیا اور ان دیوتاؤں کو بھی اپنے دیوتاؤں میں شامل کر لیا جن کی عبادت غیر آریا کیا کرتے تھے، مگر وہ اپنی انفرادیت اور نسلی برتری کو کھونے کے لیے تیار نہ تھے۔ چنانچہ انھوں نے ایک طرف ہر اس جماعت اور مذہب سے ٹکر لینے کی ٹھانی جس نے ان کی عظمت سے انکار کر دیا اور دوسری طرف ذاتوں کی بندش کو سخت کر کے ایسے عقائد و رسوم کا جال پھیلا دیا کہ لوگوں کے لیے اس سے نکلنا ممکن نہیں تھا۔ انہوں نے ویدی عہد کی مذہبی کتابوں اور دیوتاؤں کو احترام کے دائرے میں محدود کر دیا اور نئی کتابوں کی تصنیف اور نئے دیوتاؤں کی شمولیت سے مذہبی نظام قائم کیا۔

ہندو دھرم میں بھگوان سے محبت رکھنے کا اثر مذہبی تصورات کے ساتھ ساتھ طریق عبادت اور مذہبی رسومات پر بھی بہت گہرا اثر پڑتا ہے۔ ہندو دھرم کی ایک بہت بڑی خصوصیت جو کہ درحقیقت اس کی مقبولیت اور نشو و نما کا بڑا سبب بھی ثابت ہوئی اس کی وسیع المشربی اور افکار و رسومات میں مختلف روایتوں کو اپنے اندر سمو لینے کی صلاحیت تھی۔ قدیم برہمنی حتی الامکان ویدک روایات کا وفادار رہا تھا۔ ویدک دَور میں برہمن کی مذہبی اجارہ داری قائم تھی، اور وہ اس سے دست بردار ہونے کو تیار نہ تھے۔ اس میں جو تبدیلیاں ہوئیں وہ بھی کسی حد تک خود برہمنوں کے اپنے ارتقا کا نتیجہ تھیں۔ ویدک دور میں واقع ہونے والی تبدیلیوں کے لئے برہمن طبقہ براہ راست ذمہ دار تھا۔ برہمن کی یہ بھی خصوصیت تھی کہ اس کا دائرۂ عمل صرف سماج کے اعلیٰ طبقہ تک محدود تھا۔ سماج کے درمیانی اور نچلے طبقے نہ تو اس سے براہ راست استفادہ کر سکتے تھے اور نہ برہمن کو ان کی مذہبی ضرورتوں سے کوئی دلچسپی تھی۔ ہندو دھرم اپنے ابتدائی مدارج میں ہی صرف برہمن طبقے کا مذہب بن کر رہ گیا تھا۔ سماج کا دوسرا اعلیٰ طبقہ یعنی چھتریوں یا حکمرانوں کا طبقہ تو اس مذہب سے بالواسطہ (برہمنوں کے ذریعے) کسی حد تک مستفید ہو سکتا تھا۔ البتہ ملک کی اکثریت (غریب چھتری، ویش، شودر اور اچھوت) اس مذہبی روایات سے نا آشنا ہی رہتے تھے۔

ہندو دھرم کے چار وید:

1- رِگ وید 2- سام وید

3- یجُر وید 4- اَتھر وید

وید کا لفظ ''وِدْ'' سے نکلا ہے جس کے معنیٰ ''جاننے اور علم'' ہیں۔ اس لیے وید کا اطلاق عام علوم یا مخزن علوم کے ہیں، جسے ''سنہیتا'' کہتے ہیں۔ یہ مخزن علوم شروع میں تین مجموعوں پر مشتمل تھا۔ رگ وید سنہیتا، سام وید سنہیتا اور یجر وید سنہیتا، بعد میں اس میں اتھر وید سنہیتا کا

اضافہ ہوگیا، جو مضمون کے لحاظ سے ایک ہی ہے۔ یہ سنہیتا منتروں یا بھجنوں کا مجموعہ ہیں۔ ہندو عقیدے کے مطابق یہ تمام وید الہامی ہیں اور پرمیشور کے خاص بندوں کے ذریعے پہنچائے گئے ہیں۔ بھگوان برہما نے انھیں خود اپنے ہاتھ سے لکھا ہے۔

ویدوں کے مضامین سے صاف ظاہر ہے کہ کچھ منتروں کو چھوڑ کر بقیہ برصغیر کی سرزمین پر لکھے گئے ہیں۔ جب آریا یہاں آئے تھے تو انہیں کچھ مذہبی بھجن زبانی یاد تھے اور انہیں زبانی منتقل کرتے گئے اور جب وہ فن تحریر سے آگاہ ہوئے، تو ان کی ابتدائی تحریریں یہی بھجن اور منتر تھے، جو اب رگ وید کا حصہ ہیں اور تکرار اور حذف و اضافے کے ساتھ دوسرے ویدوں میں شامل کیے گئے ہیں اور ان کے بہت سے مضامین بہت بعد کے حالات پر مشتمل ہیں۔ اس طرح ویدوں کا زمانہ 1000 ق م سے 600 ق م (BCE) تک متعین ہوتا ہے جو قرین قیاس ہے۔

رِگ وید:

اس وید کا زیادہ تر حصہ ابھی تک نا قابل فہم ہے اور یہ منتر، مناجات اور حمد پر مشتمل ہے۔ ان منتروں سے دھرم کی ارتقائی حالت، مقاصد، سیاسی تنظیم اور دشمنوں کے تمدنی مدارج پر کافی روشنی پڑتی ہے۔ ان میں بہت سے بھگوانوں کا نام لے کر دولت و شہرت طلب کی گئی ہے اور دشمنوں کے مقابلے میں اپنی فتح اور کامرانی کی دعائیں کی گئی ہیں۔

سام وید:

قدامت کے لحاظ سے رگ وید کے بعد سام وید کا نام آتا ہے۔ اس کے تمام منتر سوائے 571 منتروں کے رگ وید سے ماخوذ ہیں جنھیں اس میں خاص طور پر اکٹھا کیا گیا ہے، تاکہ رسموں کو ادا کرنے میں آسانی ہو۔ اس کے تمام منتر بلند آواز میں پڑھے جاتے ہیں، یہی وجہ ہے اس کا نام سام یعنی ترنم ہے۔

یَجُر وید:

یجُر وید سنسکریت کے لفظ ''یجُر ویدا'' سے ماخوذ ہے۔ ''یجُوس'' کا مطلب منتر اور ''ویدا'' کا مطلب علم ہے یعنی علم کے منتر۔ یہ ان منتروں کا مجموعہ ہے جو پنڈِت مذہبی رسوم کے دوران پڑھتے ہیں۔ سام وید کی طرح اس کے منتر بھی رگ وید سے ماخوذ ہیں۔ اس میں منتروں کے درمیان پوجا کے لیے ہدایتیں بھی ہیں۔ یجر وید کو دو اقسام میں تقسیم کیا جاتا ہے، کرشنا یجر وید اور شکلہ یجر وید۔ اوّل الزکر میں غیر واضح اور غیر ترتیب یافتہ آیات جبکہ موخرالزکر میں ترتیب کے ساتھ واضح آیات ہیں۔

اتھر وید:

اس کی تصنیف بہت بعد میں ہوئی ہے، مگر اس کے بعض حصے رگ وید سے بھی قدیم ہیں۔ یہ مذکورہ بقیہ تین ویدوں سے مختلف ہیں۔ اس کے منتر زیادہ تر جادو ٹونے پر مشتمل ہیں اور بھوتوں کا ذکر بھی ہے۔

ہندو دھرم کی مقدس پوتھیاں (مذہبی کتب)

1۔ مہابھارت:

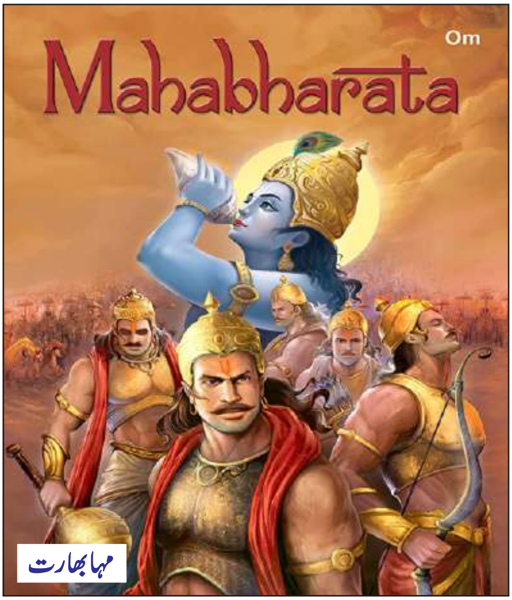

مہابھارت

مہابھارت، رامائن سے زیادہ ضخیم ہے، اس کے اندر ایک لاکھ اشعار ہیں، جو بیس ہزار قطعات میں منقسم ہیں۔ ان کے علاوہ نظموں کا ایک اور مجموعہ بھی ہے، جو چوبیس ہزار اشعار پر مشتمل ہے۔ اس کتاب کا مصنف ویاس بتایا جاتا ہے۔ یہ کتاب بھی کسی ایک مضمون کے متعلق نہیں ہے، بلکہ اس میں قصے، پندونصائح بھی، رزمیہ کارنامے، فلسفیانہ بحثیں اور یوگ کے دروس ہیں۔ ان میں سب سے اہم بھگودگیتا ہے۔

یہ حقیقتاً نئے مذہب کی کتاب ہے، جس کے اکثر تصورات گو اُپشند سے ماخوذ ہیں، تاہم نتیجے کے لحاظ سے ان سے مختلف ہیں۔ تناسخ کے فلسفہ پر زور دیا گیا ہے اور یہ بتایا گیا ہے کہ خود بھگوان کرشن کا کہنا ہے کہ میں نرائن، واسدیو، وشنو اور برہما ہوں۔ دوسرے الفاظ میں وہی معبود اور روحِ کل بھی ہیں۔ ہندوؤں کے خیال میں اس میں ایک ہستی کو تسلیم کر کے وحدت الوجود کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس نظریے نے کچھ عرصہ کے بعد ایک بڑے فرقے کی صورت اختیار کر لی۔ اس حقیقت کو سمجھانے کے لیے بھگودگیتا میں تین طریقے بتائے گئے ہیں۔ (1) جنان مارگ یعنی علم کے ذریعے (2) کرم مارگ یعنی عمل کے ذریعے (3) بھکتی مارگ یعنی گیان و یوگ کے ذریعے۔ یہاں بھی اُپشند کی طرح آرواگون سے رہائی پا جانے کے لیے مکتی یا نجات کا طریقہ بتایا گیا ہے۔

مہابھارت قدیم اور طویل ترین منظوم داستان ہے جسے ہندو دھرم کے مذہبی صحائف میں معتبر حیثیت حاصل ہے۔ ضخامت کے لحاظ سے اس کے اشلوک اٹھارہ جلدوں کے 25 لاکھ الفاظ پر مشتمل ہیں۔ اسے سمرتی کے حصہ اتہاس میں داخل سمجھا جاتا ہے۔ مہابھارت موضوعات کے لحاظ سے انتہائی متنوع ہے جس میں جنگ، راج دربار، محبت، مذہب سبھی کچھ شامل ہیں۔ بالفاظ دیگر یہ چار بنیادی مقاصدِ حیات مثلاً دھرم، ارتھ، کام، موکش سبھی کا مرکب ہے۔ بھگودگیتا دراصل مہابھارت ہی کا مختصر حصہ ہے مگر اہمیت کے اعتبار سے جداگانہ شناخت کی حامل ہے۔

2۔ بھگودگیتا:

''بھگودگیتا'' بھگوان شری کرشن کی وانی ہے یعنی بھگوان شری کرشن اور پانڈو بھائیوں کی گفتگو جو مہابھارت (ایک بڑا دھرم یدھ) کے دوران ہوئی۔ یہ گفتگو شاعرانہ اشلوکوں میں ہے۔ یہ ہندو دھرم کی بہت اہم کتاب ہے جو کافی حد تک معرفت اور فعالیت کا مرکب ہے۔ بھگوان شری کرشن نے اس میں انسانوں کی اصلاح کی تعلیمات دی ہیں۔ بھگودگیتا کا آغاز عمل سے ہوتا ہے۔ بھگودگیتا میں بھگوان شری کرشن کہتے ہیں، کہ کام کرنا ہر مرد اور عورت کا فرض ہے۔ بھگوان شری کرشن کے مطابق زندگی کا مقصد انسان کی خدمت

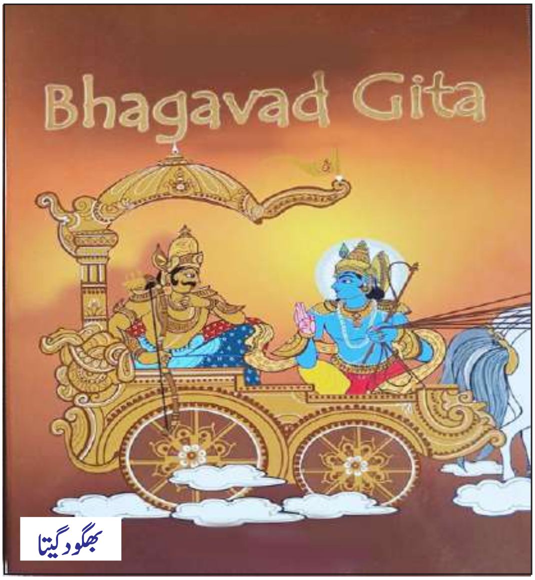

بھگود گیتا

ہے نہ کہ خودغرضی۔خدمت کی نیت سے کیا ہوا عمل اعلیٰ مقام رکھتا ہے لہٰذا انسان کو چاہیے کہ خود کو ایشور کا خادم سمجھ کر مخلوق کی خدمت کرے، صلہ یا لالچ کو سامنے نہ رکھے۔ایسا انسان عارف اور مہاتما کہلاتا ہے۔بھگود گیتا 18 ادھیائے/باب پر مشتمل ہے، جو دنیا کی بہترین اور بڑی مستند کتاب مانی جاتی ہے۔ یہ کتاب بھگوان شری کرشن کے کارناموں، فلسفوں، مذہبی اور اخلاقی اُصولوں پر مشتمل ہے۔اس میں معرفت اور فعالیت پائی جاتی ہے۔اس کتاب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دلچسپی سے عاری عمل زیادہ دیر تک قائم نہیں رہتا۔اس کے علاوہ بھگود گیتا میں بھگوان شری کرشن کے تمام بنیادی تصورات اور فلاسفی بیان کی گئی ہے۔

3۔ رامائن:

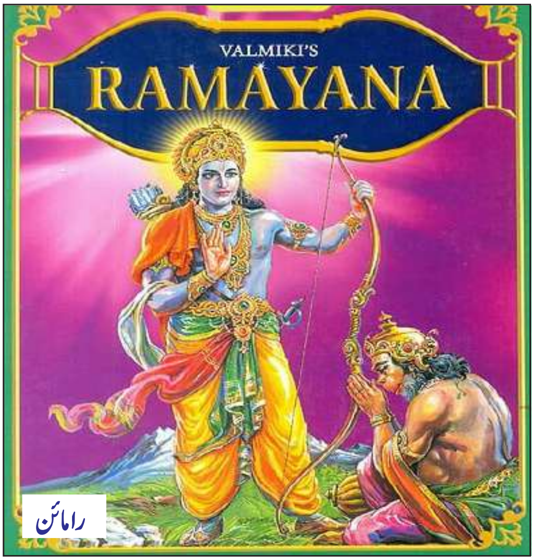

رامائن

رامائن فلسفیانہ بحث سے خالی ہے۔اس میں جو کچھ قابل تذکرہ ہے۔ وہ بھگوان شری رام چندر اور ماتا سیتا کی سیر پر مشتمل ہیں۔سنسکرت زبان میں ایک طویل رزمیہ نظم ہے، جس میں بھگوان وشنو کے اوتار بھگوان شری رام چندر کے حالاتِ زندگی بیان کیے گئے ہیں۔ بعض روایات کے مطابق اسے سنسکرت کے ایک شاعر والمیکی نے تیسری صدی قبل مسیح (BCE) میں مختلف لوک گیتوں سے استفادہ کرکے تالیف کیا تھا۔تقریباً 500 سال تک دیگر شعرا اس میں اضافے کرتے رہے۔ رامائن میں 24 ہزار اشعار ہیں اور یہ مہابھارت کے مقابلے میں مختصر لیکن معاملہ بندی کے لحاظ سے زیادہ منظم اور اسلوب کے اعتبار سے بہترین ہے۔رامائن کے سب سے اہم کردار بھگوان رام چندر جی، لکشمن جی اور ماتا سیتا ہیں۔

4۔ براہمن گرنتھ:

آریا اس ملک میں آنے کے بعد جلد اپنی زبان بھول گئے، جب انھوں نے ان منتروں کو جو اُن کو یاد تھے یا جنھیں وہ سمجھ سکتے تھے، کچھ نہ کچھ تفسیریں لکھ لیں اور بقیہ حصہ کو چھوڑ دیا، لہٰذا البقیہ حصہ نا قابل فہم بن گیا۔ یہ تفسیریں براہمن کے نام سے مشہور ہیں۔ یہ سب کے سب منتر ہیں، مگر زیادہ تر اساطیری واقعات اور قربانی کے متعلق ہدایتیں ہیں۔ یہ براہمن بہت سارے لکھے گئے تھے، مگر اب صرف سات باقی بچے ہیں۔

5۔ آرن یک:

براہمنوں کے بعد آرن یک کا نام آتا ہے، جو بطور ضمیمہ براہمنوں میں شامل ہیں، ان کو جنگلوں کی بیاض بھی کہتے ہیں۔ کیوں کہ یہ اس قدر پاک ہیں کہ ان کو صرف جنگلوں میں ہی پڑھا جا سکتا ہے۔ ان میں آریاؤں کے لیے ہدایتیں درج ہیں۔ یہ براہمن کی طرح ہیں، مگر ان میں رسومات کے برخلاف معنوں سے سروکار کیا گیا ہے۔

6۔ اُپشند:

یہ ویدی دور کا آخری ضخیم حصہ ہے، جسے معنویت اور فلسفیانہ گہرائی کی وجہ سے بڑی اہمت حاصل ہے۔ اپنیشد کے معنی کسی کے آگے بیٹھنے کے ہیں اور اصلاحی معنی اسرار کے ہیں۔ یہ بہت سے ہیں، کچھ نظم میں اور کچھ نثر میں ہیں۔ انہیں عام طور پر ویدانت کہتے ہیں، جس کے معنٰی وید کا تتمہ ہے۔ بعض لوگوں نے بھگود گیتا اور سوتروں کو بھی ودیانت میں شمار کیا ہے۔

7۔ پران:

پران جو تعداد میں اٹھارہ ہیں ان کے علاوہ دو اور پران ہیں، اس طرح یہ تعداد میں بیس ہو جاتے ہیں۔ ان کتابوں کے عنوانات یہ ہیں:

''تخلیقِ کائنات''، یعنی کائنات کس طرح وجود میں آئی۔ ''کائنات کی تخلیق نو''، یعنی یوگ چکر کے بعد مہا یوگ شروع ہوتا ہے، اس سے پہلے تین یوگ، ست یوگ، ترتیا یوگ اور دواپر یوگ گزر چکے ہیں، اب آخری یوگ، کل یوگ چل رہا ہے۔ ہر یوگ تنتالیس لاکھ سال کا ہوتا ہے۔

تری مورتی

ہندو دھرم میں تری مورتی یعنی بھگوان برہما، بھگوان وشنو اور بھگوان شیو بہت اہم ترین ہیں۔ بھگوان برہما، بھگوان وشنو اور بھگوان شیو کو اکٹھا ''تری مورتی'' کہا جاتا ہے۔ تری مورتی کو ہندو دھرم کا ''عقیدۂ تثلیث'' بھی کہا جاتا ہے۔ ان کے ماتحت بے شمار دیوتا اور دیویاں مقرر ہیں۔ تری مورتی کی وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ بھگوان برہما، بھگوان وشنو اور بھگوان شیو ہندو دھرم میں سب سے بڑے بھگوان ہیں، لیکن آپس میں ان کی حیثیت کا متعین کرنا مشکل کام ہے۔ تری مورتی میں شامل تینوں بھگوان ہندو دھرم کی اساس ہیں۔

1۔ بھگوان برہما (تخلیق کرنے والے)

2۔ بھگوان وشنو (رحمت و شفقت)

3۔ بھگوان شیو (قہار یعنی فنا)

(ا) بھگوان برہما:

ہندو دھرم میں یہ بھگوان خالق اور کائنات کا نقطہ آغاز مانے جاتے ہیں۔ تری مورتی تثلیث میں بھگوان برہما کا سب سے پہلا جزو ہیں۔ اس بھگوان کی پوجا بہت کم ہوتی ہے۔ برہما یا براہما خدائی تخلیقی صفات سے معنون ہیں۔ ہندو دھرم کے فلسفے کے مطابق کائنات اور انسانی زندگی پر تین طاقتیں حاوی ہیں۔ جن کا تعلق تخلیق، الوہیت اور موت سے ہے۔ ہندو کائنات کی وحدت کو تین حصوں میں تقسیم کرتے

ہیں۔ اوّل بھگوان برہما یعنی کائنات کو پیدا کرنے والا۔ دوسرا بھگوان وشنو یعنی پرورش کرنے والا۔ تیسرے بھگوان شیو یعنی موت دینے والا۔ ہندو دھرم کے عقائد کے مطابق براہما نے کائنات تخلیق کی اور پھر اس کا کام ختم ہو گیا اور اب وہ متحرک نہیں ہیں۔ ہندو دھرم کے نزدیک بھگوان وشنو اس دنیا میں اوتار کی حیثیت سے دس مرتبہ ظاہر ہوں گے۔

بھگوان برہما

بھگوان برہما پیدائش کے لیے مستعمل لفظ سے مشتق برہما، غیر شخصی، کائنات کا وہ اعلیٰ ترین اور ناقابل اُصول ہے جس کی رو سے ہر چیز کا ظہور ہوا اور جس میں سب کچھ واپس لوٹ جانا ہے۔ اس کا کوئی جسم نہیں، غیر مادی اور ابدی ہے۔ اس کا کبھی آغاز نہیں ہوا نہ ہی کبھی انجام ہوگا۔ مادہ اور شعور ہر دو کا جو ہر اسی سے اٹھتا ہے۔ مسبب الاسباب اور کائنات کا پس منظر ہے۔ برہما کبھی آرام نہیں کرتا غیر متغیر ہے کبھی غیر موجود نہیں ہوتا ہے، اگرچہ اس کا مقام وجود نہیں بتایا جاسکتا ہے۔ شعور اور روح کے بنیادی کائناتی سرچشمہ ہونے کے باعث برہما بنیادی یا کائناتی ذات ہے جو فرد کے روحانی باطن کا سورج ہیں۔ چناں چہ کائنات کی سب سے بڑی شے سے لے کر ایٹم تک ہر شے یا وجود کی ذات کا اصل جوہر خود بھگوان برہما ہیں۔ ہر ہندو کی یہ تمنا ہے کہ وہ ایک روز اس روح مطلق میں جذب ہو جائے اس میں اپنا نروان پائے۔ اس بھگوان کے چار سر اور چار ہاتھ ہیں جن میں سے ایک ہاتھ میں مالا، دوسرے میں کمنڈل، تیسرے میں کنول کا پھول اور چوتھے میں وید ہوتا ہے۔ یہ میرو پربت پر اپنی دھرم پتنی دیوی سرسوتی کے ساتھ رہتے ہیں۔ جو فنون لطیفہ کی دیوی ہیں اور مور پر سوار ہوتی ہیں۔

(ب) بھگوان وشنو:

بھگوان وشنو

بھگوان وشنو ہندو دھرم کے اہم نظریے تری مورتی کے دوسرے جزو ہیں جو خدا کی ربوبیت اور رحمت سے متصف ہے۔ یعنی اگر برہما کو تخلیق کار کے روپ میں دیکھا جاتا ہے تو بھگوان وشنو اپنی رحمت و شفقت سے کائنات کو قائم رکھے ہوئے ہیں۔ لہٰذا انھیں پالن ہار کا درجہ حاصل ہے۔ ویدوں اور اپنیشدوں میں بھگوان وشنو کا بار ہا ذکر آیا ہے۔ انھیں نارائن بھی کہا جاتا ہے۔

وشنو کے اوتار:

ان کے اوتاروں کی تعداد دس بتلائی جاتی ہے جس میں سے نو آچکے ہیں۔ دسویں اوتار کا آنا ابھی باقی ہے۔ اوتار (Avatar) کے معنیٰ ایشور کی جانب سے ''اتارا ہوئے'' کے ہیں۔ اوتار بھگوان کا روپ ہوتے ہیں۔ جب کائنات میں پاپ بڑھتا ہے یا کوئی دھرم کو تباہ و برباد کرنا چاہتا ہے تو کائنات اور دھرم کو بچانے کے لیے بھگوان وِشنو کسی اوتار کی شکل میں جنم لیتے ہیں۔ مختلف ادوار میں اُنھوں نے نو بار جنم لیا ہے اور ایک بار جنم لینا باقی ہے۔

بھگوان وشنو کے اوتاروں کے نام درج ذیل ہیں:

1۔ **متسیا:** مچھلی کی شکل اختیار کر کے ایک سادھو منو کی مدد کی تھی۔ 2۔ **کورم:** کچھوے کی شکل اختیار کر کے مندھر پہاڑ جو سمندر میں غرق ہو رہا تھا اُسے اپنی پیٹھ پر اُٹھایا۔ 3۔ **وراہ:** ہرن یکش دیو کو مارنے کے لیے سور کا جنم لیا تھا۔

متسیا

کورم

وراہ

4۔ **نرسنگھ:** یہ وشنو کے چوتھے اوتار ہیں۔ ''ہرن کلسپو' راکشیں' کا نام ایک خودسر راجہ تھا جو ریا عاسے اپنے آپ کو ایشور کہلواتا تھا۔لیکن اس کا بیٹا پرلاد اُسے ایشور نہیں مانتا تھا اور بھگوان وِشنو کا بھگت تھا۔ اس کا بھگوان وشنو پر پورا اعتقاد تھا۔ اُس نے باپ سے کہا کہ بھگوان وِشنو تینوں لوکوں کا مالک ہے۔ اس کے باپ نے اس کے طور طریقوں سے ناراض ہو کر اُسے مارنا چاہا۔ پہلے اسے پہاڑی کی چوٹی سے پھینکا گیا لیکن غیر مرئی قوت نے اسے بچا لیا پھر اسے زہر دیا گیا پھر اس کو جلانے کے لئے اس کی پھوپھی ہلکار جس کو یہ وردان تھا کہ آگ اِسے نہیں جلاسکتی ۔راجا کے حکم سے پرلاد کو آگ میں لے بیٹھی مگر پرلاد بچ گیا اور ہولیکا جل کر راکھ ہوگئی۔ اس طرح ہیرانیا نکساپ جب اپنے ارادوں میں پے در پے ناکام ہوا تو بالآخر اس نے پرلاد کو بلا بھیجا اور پوچھا، کہ وہ کیوں اس کی برتری کو نہیں مانتا اور کس کے کہنے پر یہ شعار اختیار کیا ہے۔لڑکے نے جواب دیا۔ کائنات کا مالک جو تمام حکمرانوں سمیت آپ کا بھی مالک ہے جو آپ سے عظمت میں کہیں بڑا اور طاقتور ہے اور جس نے میرے دل وجان کو اپنے قابو میں کر رکھا ہے اور اسی نے یہ طریقہ سکھلایا ہے۔ یہ جواب سن کر راجہ طیش میں آگیا اور فوراً میان سے تلوار کھینچ کر بولا۔تو یہ کہنے کی کیسے جرات کرتا ہے کہ تیرا مالک مجھ سے زیادہ قوت اور طاقتور ہے۔ تیرا آقا کہاں ہے؟ اسے مجھے دکھلا۔لڑکے نے جواب دیا وہ ہر جگہ موجود ہے۔ راجہ نے سوال کیا، وہ اس تاج میں ہے؟ بیٹے نے جواب دیا ''ہاں'' یہ سن کر راجا نے تاج پر تلوار کا وار کیا اور وہ دو ٹکڑے ہوگیا، پھر پوچھا۔ کہ کیا اب بھی تو مجھے خدا نہیں مانتا، پرلاد نے دل میں بھگوان کو یاد کرتے ہوئے کہا نہیں۔ راجہ نے یہ کہتے ہوئے کہا کہ اب اپنے بھگوان سے کہہ کر تجھے مجھ سے بچائے زور سے ستون پر تلوار کا ایک ہاتھ مارا فوراً شاندار ستون پھٹ گیا اور وشنو بھگوان نے نرسنگھ کی صورت میں نمودار ہو کر اس پاپی راجہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیے اور اپنے ایک بھگت کو بچا لیا۔

نرسنگھ

5۔ وامن: ایک حکمران بلی نے آسمان پر قبضہ کر کے دیوتاؤں کو جلاوطن کر دیا تھا۔ بھگوان وشنو نے ایک بونے کی شکل میں جنم لے اُسے آسمانوں سے نکالا۔

وامن

پرشورام

6۔ پرشورام: جب کشتریوں نے براہمنوں پر ظلم کرنا شروع کر دیا تو بھگوان وشنو نے پرشورام کے اوتار میں جنم لیا اور کلہاڑی سے تمام کشتریوں کو قتل کر دیا۔

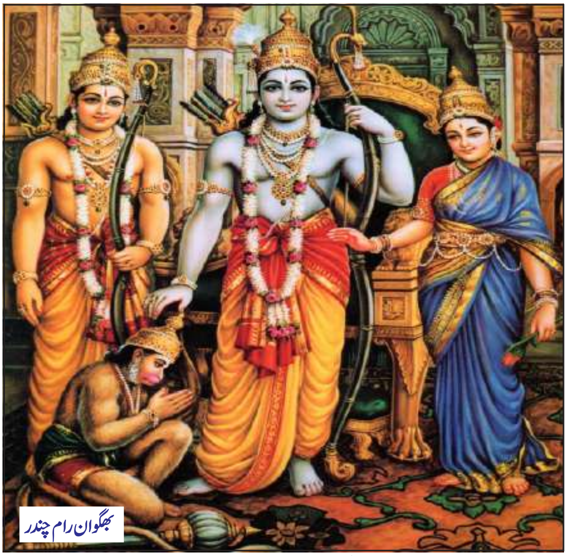
بھگوان رام چندر

7۔ بھگوان رام چندر: بھگوان شری رام، ہندو دھرم میں سے سب سے زیادہ پوجے جانے والے بھگوان ہیں جو سچائی اور بہادری کا مجسمہ ہیں۔ بھگوان وشنو کے اوتاروں میں ساتویں اوتار شری رام چندر جی ہیں۔ جو بڑی اہمیت کے مالک ہیں۔ ان کا ذکر مشہور رزمیہ نظم رامائن میں کیا گیا ہے۔ شری رام چندر اجودھیا کے راجہ دشرتھ کے بیٹے تھے۔ اپنے بھائیوں میں سب سے بڑے تھے۔ عقل وفہم میں بھی دوسروں سے ان کا درجہ بلند تھا۔ ہندوؤں میں رام کی بڑی عزت ہے اور ہر ہندو کی یہی خواہش ہوتی ہے کہ مرنے سے قبل آخری لفظ جو اس کے منہ سے نکلے وہ ''رام'' ہو۔ رامائن کے کردار مثالی اخلاق کا نمونہ جانے جاتے ہیں۔ بھگوان شری رام چندر شرافت، عہد، اطاعتِ والدین کے اعتبار سے بہترین انسان اور مثالی بیٹے تھے۔ سیتا ماتا شوہر کی فرمانبرداری اور وفاشعاری کے لحاظ سے معیاری عورت اور بہترین بیوی تھیں۔ لکشمن وفاداری اور جاں نثاری میں بہترین بھائی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ ہنومان جی کو سردار اور راہنما کی اطاعت کا مجسمہ سمجھا جاتا ہے۔ بھگوان شری رام کی بھگوان وشنو کے حیثیت سے پوجا کی جاتی ہے۔ ان کی طرف خدائی صفات منسوب کی جاتی ہیں۔ رام چندر جی مہاراج ساتویں اوتار ہیں۔ بن باس کے دوران رام چندر جی کی دھرم پتنی سیتا دیوی کو لنکا کا راجا راون اُٹھا کر لے گیا، تو رام چندر جی مہاراج نے اسے شکست دے کر اپنی بیوی سِیتا دیوی کو چھڑا لیا۔ اس دِن کی فتح کی یاد میں ہندو دسہرہ کا تہوار مناتے ہیں۔ اس کے بیس دن بعد دیپاولی (دیوالی) کا تہوار منایا جاتا ہے جو ماتا سیتا اور شری رام چندر جی مہاراج کے اجودھیا پہنچنے کی خوشی میں منایا جاتا ہے۔ سری رام چندر جی مہاراج اور ماتا سیتا کے کرداروں نے ہندو دھرم میں اخلاقیات کو پروان چڑھایا۔

8۔ بھگوان کرشن جی: ہندو مذہب میں بے شمار اوتار ظہور پذیر ہوئے لیکن اُن میں سے کچھ کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔ بھگوان شری

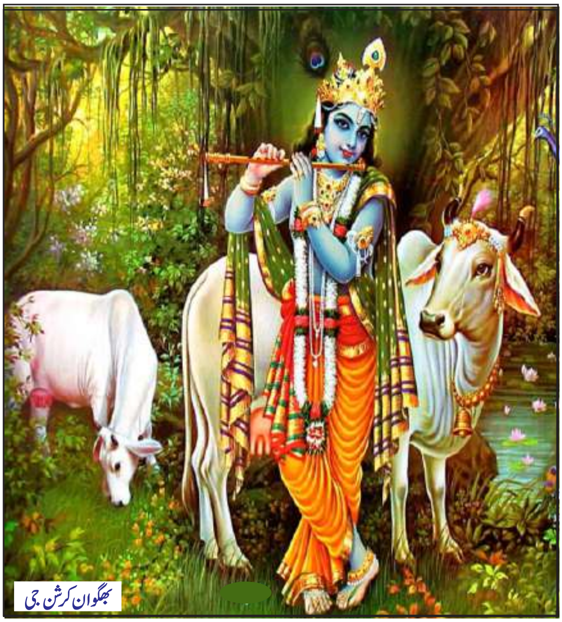
بھگوان کرشن جی

کرشن کی پیدائش متھرا میں ہوئی جو دریائے جمنا کے کنارے واقع ہے۔ان کے والد کا نام ’’واسودیو‘‘ تھا۔اس وقت شمالی ہندستان میں واقع متھرا پر راجا کنس حکومت کرتا تھا۔یہ بہت ظالم راجا تھا،اس نے اپنے والد کو قید کر کے یہ حکومت حاصل کی تھی۔اس کی رعایا اس سے خوفزدہ رہتی تھی۔ راجا کنس کو آکاش وانی ہوئی کہ اس کی بہن ’’دیوکی‘‘ کا آٹھواں بچہ اُسے قتل کر دے گا۔ راجا بڑا پریشان ہوا۔اس نے اپنی بہن اور بہنوئی کو قید خانے میں ڈال دیا اور یکے بعد دیگر ہونے والے سات بچے قتل کر دیئے۔بھگوان شری کرشن 3227 قبلِ مسیح ساون مہینے کی کشن پکشن کی اشٹمی (آٹھواں دن) آدھی رات کے وقت پیدا ہوئے۔ان کے والد پیدا ہوتے ہی اِنھیں اپنے ایک دوست نند جی کے پاس لے گئے۔اتفاق سے نند جی کی بیوی یشودا جی کے ہاں بھی اُسی وقت ایک بچی پیدا ہوئی تھی۔بھگوان کرشن والد بچے کو وہاں چھوڑ کر اُس بچی کو قید خانے میں لے آئے۔جب راجا کو علم ہوا کہ اس کی بہن کے ہاں بچی پیدا ہوئی ہے تو راجا اس بچی کو مارنے کے لئے قید خانے میں آیا لیکن جیسے ہی بچی کو مارنے کی کوشش کی وہ دیوی بن گئی اور کہا، کہ تجھے مارنے والا پیدا ہو چکا ہے اور وہ محفوظ ہاتھوں میں ہے۔

ایک دن راجا کنس کو کسی نے بتایا کہ بھگوان شری کرشن ان کی بہن کا بیٹا ہے تو اس نے انھیں اپنے دربار میں بلایا۔راجا کنس نے کھیلوں کا انتظام کیا جس میں ملہ یُدھ (پہلوانی) کا کھیل بھی شامل تھا۔راجا نے سازش کی ہوئی تھی کہ وہ بھگوان شری کرشن کو ملہ یُدھ (پہلوانی) میں دھوکے سے ختم کر دے گا۔مگر کوئی بھی پہلوان بھگوان شری کرشن جی کو ہرا نہ سکا۔آخر بھگوان شری کرشن نے راجا کنس سے مقابلہ کیا اور اُسے اور اس کے ظالم ساتھیوں کو ختم کر کے قید خانے سے اپنے والدین اور نانا کو بھی رہا کرا لیا۔

بھگوان شری کرشن نے فلسفہ، دانش اور جسمانی مقابلہ بازی کی تیاری میں خوب دلچسپی لی۔انہوں نے اور بھی بہت سے علوم سیکھے۔ بھگوان شری کرشن کی وجہ شہرت اُن کے خیالات تھے۔اُنھیں ایک عظیم ہیرو، فلاسفر، استاد، مددگار اور راہنما مانا جاتا ہے۔بھگوان شری کرشن نے لوگوں کو روحانیت، محبت، بھائی چارے، دیانت اور انسانیت کی حتمی حقیقت کے متعلق تعلیم دی۔بھگوان شری کرشن لوگوں کی مدد کرتے تھے۔اُن کی زندگی لوگوں کے لیے نمونہ تھی۔بھگوان شری کرشن نے اپنی ساری زندگی میں بہت سے کردار ادا کیے۔مثلاً ایک بچہ، بھائی، رتھ بان، شاگرد، گُرو، چرواہا، پیغام رساں، لوگوں کا محبوب وغیرہ۔بھگوان شری کرشن کی تعلیمات بھگود گیتا میں موجود ہیں۔

بھگوان کرشن کی پوجا قدیم زمانے سے جاری ہے۔یہ مرتبہ انھیں بہادرانہ افعال، اعلیٰ قابلیت اور معجزانہ قوت کی وجہ سے ملا ہے۔بھگوان کرشن کے سلسلے میں ہم سب سے پہلے بھگتی کے فلسفے سے آشنا ہوتے ہیں۔بھگتی نظریہ ہندو دھرم کی تاریخ میں سنگ میل کی حیثیت رکھتا ہے۔بھگتی سے مراد اشیو کی محبت میں محو ہو جانا اور اس کے بتلائے ہوئے فرائض کو اس طرح ادا کرنا کہ جزا کا خیال تک من میں نہ آنے پائے اس کے ذریعے تمام کاموں کے انجام کو اشیو کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔اس عقیدے میں بڑی جاذبیت اور کشش ہے۔جس سے

قدیم آریائی عقائد سراسر محروم تھے۔ کیونکہ بھگوان کرشن جی مہاراج کا بھگود گیتا میں قول ہے کہ جو کوئی جس کی بھی پوجا کرتا ہے، وہ درحقیقت میری ہی پوجا ہے۔

مہاتمابدھ

کالکی

9۔ مہاتمابدھ : مہاتمابدھ کی شکل میں اوتار لیا۔

10۔ کالکی: جب دنیا برائیوں کے آخری کنارے تک پہنچ جائے گی، تو وہ کالکی کے اوتار میں ایک گھوڑے پر سوار تلوار لیے آئیں گے اور دنیا کو برائیوں سے پاک کر کے ایک نئی دنیا آباد کریں گے۔

بھگوان وشنو کی تعلیمات:

بھگوان ویشنو کی تعلیمات میں انسان اور ایشور کے باہمی تعلقات پر بہت زور دیا جاتا ہے۔ ویدوں کی تعلیمات سے پتہ چلتا ہے کہ بھگوان وشنو رحم کے دیوتا ہیں۔ بھگوان وشنو مخلوق خدا کے ساتھ رحم اور محبت سے پیش آنے کا درس دیتے ہیں۔ اِنھی کی تعلیمات کی وجہ سے ہندوؤں نے بہت سے فرقوں کے ساتھ مصالحت کر لی اور ان کے دیوتاؤں کو اپنے مذہب میں بھگوان وشنو کے نائبین یا اوتار کا درجہ دے دیا چوں کہ اس بھگوان نے ہندو اخلاق کو رحم و محبت کے جذبات کی طرف پھیر دیا تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوا کہ صدیوں پرانا ذات پات کا نظام دم توڑنے لگا۔

مساوات انسانی کی جتنی تحریکیں بھی ہندو دھرم میں چلائی گئیں یا اب موجود ہیں، انھیں بھگوان وشنو کی تائید اور حمایت حاصل ہے۔ بھگوان وشنو کے ماننے والوں نے ایک اور نظریہ پیش کیا کہ مذہب کی تبلیغ مقامی زبانوں میں کی جائے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ تبلیغ کے لئے صرف سنسکرت زبان ہی کا سہارا لیا جائے۔ ان نظریات سے سنسکرت زبان کے تقدّس کو ٹھیس پہنچی۔ حالانکہ ہندو سنسکرت کے علاوہ دوسری زبانوں کی مذہبی معاملات میں دخل اندازی کو حرام سمجھتے تھے۔ اب مذہب کی اشاعت ہر زبان میں ہونے لگی اور مذہب پر کسی ایک زبان کی اجارہ داری نہ رہی۔ بھگوان ویشنو کے اوتاروں نے ہندو دھرم کی مذہبی، سیاسی اور سماجی حیثیت پر اپنے بہت گہرے اثرات چھوڑے ہیں۔ ان کی غالباً سب سے بڑی خدمت یہ ہے کہ انہوں نے ذات پات کی قید بہت ڈھیلی کر دی۔ آج ہندو دھرم میں ذات پات کی تمیز ختم کئے جانے کی جو تحریکیں چلائی جا رہی ہیں ان کے لئے وشنوؤں نے کئی صدی پہلے ہی زمین ہموار کر دی تھی۔ بھگوان وِشنو کو ناران اور ہری بھی کہتے ہیں۔

(ج) بھگوان شیو جی مہاراج (مہادیو):

ہندو دھرم کے مطابق بھگوان شیو جی یگیوں اور راگوں کے مالک، درخشان، تاباں، فیاض، انسانوں، حیوانوں، گھوڑوں اور گایوں کو تندرستی دینے والے پرورش کنندہ، مرضوں کو دور کرنے والے اور گناہوں کو معافی دینے والے ہیں۔ وجر، کمان اور تیر رکھنے والے، خوفناک اور مہلک شکل جنگلی جانور کی طرح ہیں۔ انھیں ایشان، مہشیور اور مہادیو بھی کہا جاتا ہے۔ کیوں کہ اس کی ابتدا، انتہا اور انجام نہیں ہے۔ نیل کنٹھ، تین آنکھوں والے اور سب سے اعلیٰ ہیں۔ یہی برہما جی، یہ ہی اندر، یہی وشنو جی اور غیر فانی ہیں۔ رامائین میں شیو جی کو عظیم دیوتا کہا گیا۔

حلیہ:

بھگوان شیو جی کے پانچ منہ اور شکل نہایت خوبصورت ہے۔اِن کی پیشانی پر تیسری آنکھ ہے۔جس کے گرد چاند کا حلقہ ہے۔ بالوں کا گچھا سیکھ پر کنڈل کی طرح ہے۔گنگا کا پانی جب سورگ سے گرا تو اپنی جٹاؤں (سر کے بال) میں لے لیا تاکہ اس کا زور ٹوٹ جائے۔ گلے میں منڈ مالا، ناگ کنڈل، نیل کنٹھ یعنی گلے میں ترسول یا پناک، پوشاک ہرن، شیر اور ہاتھی کے چمڑے کی۔اس لیے اس کا نام کرتی واس پڑا۔نندی (بیل) اکثر اس کے ساتھ رہتا ہے اور اجگر (ناگ)، کمان ڈور، کھٹوانگ اور پاش ہاتھ میں لیے ہوئے۔اس کے محافظ اور دربان بھوت راکش وغیرہ ہیں۔شیو جی کی تیسری آنکھ بڑی خطرناک ہے۔اس آنکھ سے شیو جی نے کام دیو کو جلا کر خاکستر کر دیا تھا۔

نام اور خصوصیات:

تمام نام اس کی خصوصیات کو ظاہر کرتے ہیں۔رودر اور مہا کال غارت اور تباہ کرنے والی طاقت۔شیو اور شنکر دوبارہ پیدا کرنے والی طاقت۔یعنی ایک دفعہ تباہ کر کے دوبارہ بحال کرنا۔اس لیے ان کا نام ایشور یعنی سب کا مالک اور مہادیو یعنی سب سے بڑا ہے۔شیو مہا یوگی اور ریاضت درود اور جپ تپ، دہیان اور مراقبہ میں انھیں کمال حاصل ہے۔یہ معجزوں اور کرامتوں کی کھدان ہیں۔یہ برہنہ زاہد اور جُٹی یعنی بالوں کا گچھ سر پر اور تمام بدل پر راکھ ملی ہوئی ہو تو اس حالت کو بھیرو یعنی خوفناک اور تباہ کرنے والے ہیں۔اس کا ایک نام بھور تیشور یعنی بھوتوں کا آقا اور بھور تیشور کی آمد اور پوجا قبرستانوں اور مسانوں میں ہوتی ہے۔گلے میں سانپ اور انسانی کھوپڑیوں کی مالا ہے۔ان کے ساتھ بھوتوں کی فوج رہتی ہے۔جن کا کام باغی راکشوں کو تباہ اور قتل کرنا ہے۔

بھگوان شیو جی کے کچھ ناموں میں ترلوچن یعنی تین آنکھ والا، نیل کنٹھ۔ نیلے گلے والا، اگھور۔بھگوت۔ دیوتا، چندر شنکھر۔ چاند کے تاج والا، گنگا دھر۔گنگا کا مالک، گریش۔ پہاڑ کا مالک، ہر۔گرفتار کرنے والا، ایشان۔حاکم، جٹا دہر۔بالوں کے گچھ والا، جل مورتی۔ پانی کی صورت والا، کال۔ وقت، کالنجر، کپال، مالن، منڈ مالا پہنے والا، مہا کال۔مہیش۔ بڑا مالک۔ پشو پتی۔مویشیوں کا آقا، شنکر، شر، سواشو، شمبو، متبرک، مظبوط، تری مبک تین آنکھوں والا، اگر، دشوناتھ وغیرہ ہیں۔

بھگوان شیو کی خصوصیات:

1۔ ان کا مسکن کیلاش پہاڑ ہے لیکن غیظ وغضب کے اظہار کے لئے کبھی کبھی وہ گرج اور چمک کے ساتھ ظاہر ہوتے ہیں اور اپنے مخالفین کو سزا دیتے ہیں۔

2۔ ان کی سواری سانڈ ہے۔ جسے ''نندی'' کہتے ہیں۔ چونکہ سانڈ شیو کی سواری ہے اس لئے اسے بہت ہی مقدس مانا جاتا ہے۔

3۔ بھگوان شیو کی دھرم پتنی ماتا پاروتی ہمالیہ کی بیٹی ہے۔ وہ تمام دیوی دیوتوں کی ماں ہیں۔ ماتا پاروتی کے مختلف روپ ہیں۔ جیسے اوما، ایک حسین اور رحم دل ماں، دُرگا نہایت غضب ناک شیر پر سوار اور پاپیوں کے لیے موت کا روپ ہیں۔ کالی کی حیثیت سے وہ وباؤں، زلزلوں اور سیلابوں کی دیوی ہیں۔ اس روپ میں ان کے ہاتھ میں کٹا ہوا سر اور گلے میں کھوپڑیوں کی مالا ہے۔

بھگوان شیو کی اولاد:

بھگوان شیو کے ایک بیٹے کارتیکے مہاراج ہیں جو کہ دیوتاؤں کی فوج کے کمانڈر ہیں۔ ان کی سواری مور ہے۔ جبکہ دوسرا بیٹے گنیش مہاراج ہیں جو عقل وفن کے بھگوان ہیں اور ایک بیٹی اشوک سندری ہیں۔

مکتی یا نجات

ہندو دھرم میں مکتی یا نجات کے فلسفہ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ جو اطاعت گزار اور ریاضت کرنے والے ہیں۔ ایشور تک پہنچنے کے لیے مختلف منازل طے کرتے ہوئے جاتے ہیں اور پھر اس عالم میں لوٹ کر نہیں آتے۔ نہ دوبارہ ان کا جنم ہوتا ہے۔ اس کا تقابل آباؤ اجداد (پتریان) کی راہ سے کیا جاتا ہے جہاں مرے ہوئے ایک عرصے تک جزا پاتے ہیں اور پھر دوبار جنم لیتے ہیں۔ پس ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ جو اطاعت شعار ہیں اور شرادھ وغیرہ ادا کرتے ہیں ان کی منزل مقصود ان سے بالکل مختلف ہے جو عام نیک کام مثلاً بالعموم دنیاوی نوعیت کے کام انجام دیتے ہیں۔ اُصول مکتی میں یہ امتیاز اپنا کامل ارتقا حاصل کرتا ہے۔ اُپشندوں میں نجات یا مکتی کے معنی اس حالت نامتناہیت کے ہیں جو ایک انسان حاصل کرتا ہے۔

ہندو دھرم کے ماننے والے عقیدۂ تناسخ کے قائل ہیں، جس کے مطابق موت سے صرف جسم مرتا ہے اور روح جُون بدل کر بار بار کسی نئے جسم میں اس دُنیا میں جنم لیتی ہے، اگر اعمال بُرے ہوں تو حیوان کے روپ میں اور اگر اعمال اچھے ہوں، تو بہتر انسان کے روپ میں آتی ہے۔ جب تک انسانی خواہشات ختم نہیں ہو جاتیں اور تمام گناہوں کا کفارہ ادا نہیں ہو جاتا، یہ چکر چلتا رہتا ہے اور آخر کار روح عالمِ ارواح میں چلی جاتی ہے اور وہ تناسخ سے آزاد ہو جاتی ہے۔ ہندو دھرم میں آخرت کا واضح تصور موجود نہیں ہے اور نہ آخرت میں اچھے بُرے اعمال کی جزا و سزا کا نظام موجود ہے۔ ہندو دھرم کے مطابق اس دنیا میں اگلا جنم ہی اچھے یا بُرے اعمال کی جزا و سزا ہے اور اگلے پچھلے نیز موجودہ جنم میں بھی جزا و سزا کا عمل جاری رہتا ہے۔

ہندو دھرم میں نجات کے راستے:

ہندو دھرم میں حصولِ نجات کے نظریہ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ ہندو دھرم میں حصول نجات (مکتی) کے تین طریقے ہیں۔

1۔ کرم مارگ:

''کرم مارگ'' نجات کا وہ طریقہ یا راستہ ہے جس پر عمل کے ذریعے نجات کا حصول ہوتا ہے۔ عمل کا یہ راستہ ویدوں نے بیان کیا۔ برہمن، کلپ سوترا اور میماسا، میں اس کی تشریح ہوئی اور دھرم شاستر، مہا بھارت اور پرانوں نے اس کی عام اشاعت کی ہے۔

2۔ جناں مارگ:

پروہتوں نے راہ عمل پر بہت زور دیا ہے اور نتائج اور عمل کے نظریات پیدا ہوئے تو ہندو مفکرین نے سوچا کہ صرف راہ عمل پر چلنے

سے نجات نہیں مل سکتی اس لئے یہ امر ضروری ہے کہ یہ غور کیا جائے کہ خود عمل کیا چیز ہے۔ وہ کونسا قانون ہے جس کے مطابق زندگی گزارنے سے انسان عمل اور درعمل کے چکر سے نجات حاصل کرتا ہے۔ اس سلسلے میں راہبوں نے بہت غور و فکر کیا۔ جن کے افکار اُپنشدوں میں محفوظ ہیں۔ جب غور و فکر کا دروازہ کھلا تو بے شمار موضوعات زیرِ غور آئے مثلاً مبدا کائنات، تقدیرِ انسانی، حقیقتِ اولیٰ کی ماہیت اور اس سے انسان کا تعلق، انسان کے اعمال کی نفسیات و حائل نجات وغیرہ اس طرح کئی مکتبہ فکر وجود میں آئے۔

3۔ بھگتی مارگ:

بھگتی مارگ کا طریقہ نجات، جناں مارگ اور کرم مارگ بھگود گیتا اور مہا بھارت میں بیان ہوا ہے۔ بھگتی کا لفظی معانی ''خود کو وقف کر دینا'' کے ہیں۔ بھگتی کی تعریف اس طرح کی جاتی ہے کہ: ''محبت اور عقیدت کے جذبے کے ساتھ ایک بھگوان کی پوجا کی جائے۔'' یعنی اپنی ہر چیز اس بھگوان کے لئے وقف کر دی جائے۔ اس سے موکش حاصل ہوتا ہے۔

بھگتی کا تعلق جذبات سے ہے۔ اور اس کی جڑیں شعورِ انسانی کے احساساتی پہلو میں موجود ہیں۔ جیسا کہ علم یا گیان کی جڑیں ذہنی حصے میں اور عمل یا کرم کی جڑیں قوت ارادی کے حصے میں ہیں۔ بھگتی کا سرچشمہ ویدہی ہیں۔ شروع میں طریقِ ریاضت پر زیادہ زور نہیں دیا گیا۔ بعد میں طریق ریاضت نے دوسرے دو طریق عمل اور علم پر نمایاں غلبہ حاصل کر لیا۔

جدید ہندو دھرم:

ہندو دھرم اب ایک عوامی مذہب ہے۔ ہندو دھرم کے عقائد و رسومات جو عوام کی مذہبی ضرورتوں کو پورا کرتے تھے۔ ہندو دھرم آج انھی عقائد رُجحانات اور رسوم پر مشتمل ہے۔ پہلے جہاں قربانی پر زور تھا، اب وہاں پوجا پر زیادہ زور ہو گیا ہے، اور افراد کا تعلق بھگوانوں سے براہِ راست جُڑ گیا ہے۔

ہندو دھرم کی معلوم تاریخ میں یہ بات بڑی اہمیت رکھتی ہے، کہ اس میں لچک اور قوتِ جاذبہ بھی ہے۔ اس میں مختلف رسوم و رواج کو اپنے اندر سمو لینے کی قوت موجود ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جو حملہ آور فاتحین برصغیر میں آئے ان کی رسم و رواج ہندو دھرم نے اپنا لیں۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ کوئی فرد یا فرقہ جس دیوتا کو اپنائے، وہ دوسرے دیوتاؤں کی مذہبی حیثیت سے انکار نہیں کرتا بلکہ ان کا بھی ادب و احترام کرتا ہے۔

جنوبی ہند میں شیو بھگوان کی پوجا زیادہ ہوتی ہے۔ شیو وہ اعلیٰ بھگوان ہیں جو کائنات کی تخلیق، حفاظت اور تبدیلی کرتے ہیں۔ وہ تباہ کُن صلاحیتوں کے مالک ہیں مگر وہ دل کے نیک ہیں۔ جب وہ اپنی تیسری آنکھ کھولتے ہیں تو دُشمنوں کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔ اُن کی پسندیدہ سواری نندی نامی بیل ہے اور اس کی مورتی مندروں میں رکھی جاتی ہے۔ شیو بھگوان کی دھرم پتنی پاروتی دیوی کو ماں کا درجہ حاصل ہے۔ مختصر یہ کہ ہندو عقائد میں سری برہما جی مہاراج، سری وشنو جی مہاراج اور سری شیو جی مہاراج پرتما کے بڑے مظاہر ہیں۔

قدیم برہمنی اور ویدک دھرم میں جو فرق ہے وہ یہ ہے کہ ویدک رسومات میں بھگتی کے ساتھ ساتھ یگیہ (قربانی) کو مرکزیت حاصل تھی۔ جب کہ نئے ہندو دھرم میں یگیہ کو بالکل نظر انداز کر دیا گیا ہے۔ قدیم ویدک دھرم میں یگیہ صرف برہمنوں کے ذریعے ادا کی جا سکتا تھا اور حکمران یگیہ کے مقابلے میں کسی عبادت کو اہمیت نہیں دیتے تھے اور عوام یگیہ کا خرچ برداشت نہیں کر سکتے تھے۔ مگر ہندو دھرم کی تنظیم نو میں یگیہ کو ختم کر کے پوجا پاٹ کو اہمیت دی گئی برہمنی مت میں جب غیر آریائی قبائل نے جگہ بنائی شروع کی تو برہمنی مت کے ساتھ ساتھ مقامی قبائل کے مذہبی عقائد و رسومات بھی جگہ پانے لگے۔

ہندو دھرم کی خصوصیت یہ ہے کہ یہ اپنے اندر تمام رسومات و روایات کو سمو لینے کی غیر معمولی صلاحیت رکھتا ہے اور یہی اس کی مقبولیت کی ضامن بنی۔ ہندو دھرم میں شمولیت کے لیے کسی طرح کی کوئی شرط نہیں ہے۔ کوئی بھی شخص خواہ وہ کسی قبیلے، کسی ذات، کسی مذہب و نسل سے تعلق رکھتا ہوا اپنے مذہبی عقائد و رسومات کے ساتھ اس نئے مذہب میں شامل ہو سکتا تھا۔ اس طرح ہندو دھرم میں تمام طبقات کے لوگ شامل ہونے لگے تھے۔ یہ وہی لوگ تھے جو پہلے اس مذہب سے مستفید ہو نہیں سکتے تھے اور نہ ہی اعلیٰ ذات برہمنوں کو ان سے دلچسپی تھی۔ سماج کی وہ ذاتیں جو پہلے حقیر سمجھی جاتی تھیں اور وہ ہمشہ مذہبی معاملات سے دور رکھی جاتی تھیں۔ اس نئے ہندو دھرم کا خوش اسلوبی سے حصہ بن گئیں اور بلا آخر نئے ہندو دھرم کی وجہ سے برہمنی مت کو عوامی رنگ اختیار کرنا پڑا۔ ہندو دھرم نے تمام نسلی، قبائلی و مقامی عقائد کو جگہ دے کر اپنے دائرے کو پھیلایا۔ ہندو دھرم میں متضاد خیالات و افکار رکھنے والے سبھی اپنے دیوتاؤں سے عقیدت رکھنے کے ساتھ ساتھ دوسرے دیوتاؤں کا بھی احترام کرنے لگے۔

ہندو دھرم کے چند مشہور تہوار

(i) دیوالی/دیپاولی:

دیوالی

بھگوان رام چندر جی کی بیوی سیتا دیوی کو لنکا کا راون لے گیا، تو رام چندر جی مہاراج اسے شکست دے کر اپنی بیوی سیتا دیوی کو چھڑا لائے۔ اس فتح کی یاد میں دسہرہ کا تہوار منایا جاتا ہے۔ بیس دن کے بعد بھگوان رام اور ماتا سیتا کے بن باس سے لوٹنے اور ایودھیا واپس آنے کی خوشی میں رات کو تمام ملک میں چراغان کیا گیا تھا۔ اس رات دیوالی کا تہوار منایا جاتا ہے۔ یہ تہوار روحانی اعتبار سے اندھیرے پر روشنی، جہالت پر علم، بُرائی پر اچھائی اور مایوسی پر اُمید کی فتح و کامیابی کی علامت مانا جاتا ہے۔ اس تہوار کی تیاریاں نو دن پہلے سے شروع ہو جاتی ہیں۔ اصل تہوار شمسی قمری ہندو تقویم کے مہینہ کتک میں اماوس کی رات یا نئے چاند کی رات کو منایا جاتا ہے۔ گریگورین تقویم کے مطابق یہ تہوار وسط اکتوبر اور وسط نومبر میں آتا ہے۔

بھائی دوج کا تہوار جسے ہندو دھرم اپنی تقویم کے مطابق ''کتک'' مہینے میں مناتے ہیں، یہ تہوار دیوالی کے نو دنوں کے دوران آتا ہے۔ اس دن کو بھی رکشا بندھن کی طرح منایا جاتا ہے۔ بہنیں اپنے بھائیوں کی آرتی کرتی ہیں اور بھائی انھیں تحفہ دیتے ہیں۔

(ii) ہولی (رنگوں کا تہوار):

ہولی موسم بہار کا ایک تہوار ہے۔ اسے رنگوں کا یا محبت کا تہوار بھی کہا جاتا ہے۔ یہ تہوار برائی پر اچھائی کی فتح، سرما کا اختتام، بہار کی آمد، دوسروں سے ملنے، کھیلنے، ہنسنے، معاف کرنے، معافی مانگنے اور ٹوٹے رشتوں کو دوبارہ بحال کرنے کی علامت ہے۔ یہ اچھی فصل کے لیے شکر گزاری کے طور پر بھی منایا جاتا ہے۔

ہولی بڑے تہواروں میں سے ایک ہے۔ ہیرانیا نکساپ راجا اپنے بیٹے پرلاد کو مارنا چاہتا تھا کیونکہ پرلاد اُس کی برتری نہیں مانتا

تھا اور بھگوان وِشنو کا بھگت تھا۔ اس لیے اس نے اپنی بہن ہولیکا کو بلایا۔ اِس کی بہن کو وردان تھا کہ آگ اُسے جلا نہیں سکتی۔ ہیرانیا کشیپ نے اپنی بہن کو پرلاد کے ساتھ جلتی ہوئی آگ پر بیٹھنے کا حکم دیا۔ اس کا خیال تھا کہ اس کی بہن کو آگ سے کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اور پر ہلاد جل کر ہلاک ہو جائے گا۔ لیکن نتیجہ اس کے برعکس نکلا۔ پرلاد جلتی ہوئی آگ سے بحفاظت باہر نکل آیا اور ہولیکا جل کر ہلاک ہوگئی۔ ہولی سے ایک دِن پہلے رات کو ہولیکا دھان جلایا جاتا ہے۔ یہ تہوار دو دن تک منایا جاتا ہے۔ دوسرا دن، رنگ پنچی ہولی کے تہوار کے اختتامی دن کو نشان زد کرتا ہے۔ ہولی پر لوگ مختلف رنگوں کے ساتھ نظر آتے ہیں۔ وہ ایک دوسرے پر رنگ ڈالتے ہیں، گاتے، ناچتے ہیں۔

ہولی

(iii) مہاشیوراتری:

ہندو دھرم کے مطابق یہ تہوار بھگوان شیو اور دیوی پاروتی کی شادی کی خوشی میں منایا جاتا ہے۔ مندروں میں پُر وقار تقریبات کا اہتمام کیا جاتا ہے جس میں پنڈت حضرات پوجا پاٹ کا اہتمام کرتے ہیں۔

(iv) جنم اشٹمی (بھگوان کرشنا کا جنم دن):

دنیا میں جہاں جہاں ہندو رہتے ہیں وہاں بھگوان شری کرشن کی جنم اشٹمی بڑی دھوم دھام اور عقیدت سے منائی جاتی ہے۔ گھروں اور مندروں میں چراغاں کیا جاتا ہے۔ خاص پرشاد نہایت عقیدت اور محبت سے تیار کیا جاتا ہے۔ پرشاد بنانے میں پاکیزگی کا خاص طور پر خیال رکھا جاتا ہے۔ زیادہ تر پرشاد میں مال پورہ، کھیر، دودھ، دہی، مکھن، شہد اور ایک خاص طرح کی پنجیری جو دیسی گھی اور خشک میوہ جات سے تیار کی جاتی ہے بھگوان کے سامنے نہایت عزت و احترام سے پیش جاتی ہے۔ تمام رات ایک دیا جلایا جاتا ہے۔ آدھی رات کے وقت جب بھگوان کے جنم کا وقت ہوتا ہے تو ایک گھنٹی بجائی جاتی ہے اور بھجن کیا جاتا ہے۔ بھگوان شری کرشن کی مورتی پر پانی اور چاول کا چھڑکاؤ کیا جاتا ہے۔ بھگوان شری کرشن کی شان میں بھجن اور گیت گائے جاتے ہیں۔ حاضرین میں پرشاد تقسیم کیا جاتا ہے۔

(v) دسہرہ/وجیادشمی:

دسہرہ، ''وجیادشمی'' کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ یہ اشون (کوار/جیٹھ) مہینے کے شکلا پکش کی دسویں تاریخ کو (جو گنگا کے پیدا ہونے کا دن ہے) اس کا انعقاد ہوتا ہے۔ اِس دِن گنگا میں نہانے (اشنان) کا بہت ثواب ہے۔

دسہرہ یا دشہرہ سنسکرت لفظ دش ہرہ سے نکلا۔ دش کے معانی ہیں دشن (دس سر والا) جو راون کا لقب ہے اور ہرہ کے معانی ہار کے ہیں۔

دسہرہ

لغوی اعتبار سے راون کی ہار کا دن۔ رامائن کے مطابق شری رام چندر جی نے اسی دن راون کو ختم کیا تھا۔ اسے باطل پر حق کی فتح کے جشن کے طور پر منایا جاتا ہے۔ اس دن جگہ جگہ میلے لگتے ہیں۔ رام لیلا منعقد ہوتی ہے، راون کا بھاری پتلا بنا کر اسے جلایا جاتا ہے۔ دسہرہ یا وجے دشمی چاہے بھگوان رام کی فتح کے دن کے طور پر منایا جائے یا درگا پوجا کے طور پر، دونوں ہی طرح اس میں شکتی (طاقت) پوجا اور شستر (ہتھیار) پوجا کی جاتی ہے۔ یہ خوشی اور فتح کی عید ہے۔ دسہرہ کے ایک معنٰی دس گناہوں کو لے جانے والا کے بھی ہے۔ دسہرہ کے تہوار کا مقصد دس قسم کے گناہ یعنی کام (شہوت)، کرودھ (غصہ)، لوبھ (لالچ)، مد (تکبر)، موہ (کشش/لت)، متسر (حسد)، سوارتھ (خودغرضی)، انیائے (بے انصافی) امنوات (سفاکی) اوراہنکار (انا) کو ترک کرنا بھی ہیں۔

(vi) نوراتری (نودِن کا تہوار):

نوراتری

ہر سال ہندو کلینڈر کے ساتویں مہینے ''اشون'' کا چاند نظر آتے ہی نوراتری/نوارا ترے کا تہوار شروع ہوجاتا ہے۔ نودن جاری رہنے والے اس تہوار کو نوارتری اور درگاہ پوجا کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔ جو دنیا بھر میں موجود ہندو برادری روایتی جوش وخروش سے مناتی ہے۔ اس تہوار پر ہندو نو دن روزے رکھتے ہیں اور دُرگاہ ماتا کی مورتی پر پھل اور پھول چڑھاتے ہیں۔ اس دن کو ہندو برائی پر اچھائی کی جیت کے طور پر مناتے ہیں ۔اس دوران ہی راون کے دس سر والے پتلے کو جلایا جاتا ہے۔ کم وبیش پورے ہندوستان اور ہندو اقلیت ممالک میں مندروں کو قمقموں اور پھولوں سے زبردست طریقے سے سجایا جاتا ہے، پاکستان میں موجود ہندو برادری یہ تہوار روایتی جوش و خروش سے مناتی ہے۔

(vii) رکھشا بندھن:

رکھشا بندھن:

رکھشا بندھن یا راکھی کا تہوار بہن بھائیوں کے پیار اور ان کے خوبصورت اٹوٹ رشتے کا تہوار ہے جو دنیا بھر میں موجود ہندو برادری روایتی جوش وخروش سے مناتی ہے۔ بہنیں فروٹ، مٹھائی اور کھانے کی اشیا سے بھری اور راکھیوں سے سجی پوجا کی تھالی تیار کرتی ہیں اور اپنے بھائیوں

کی کلائی پر پیار سے راکھی باندھ کر ان کی صحت مندی، عمر درازی اور کامیابیوں کے لیے دعا کرتی ہیں۔ محبت کے اس اظہار کے جواب میں بھائی اپنی بہن سے دکھ سکھ میں ساتھ رہنے اور اس کی حفاظت کرنے کا وعدہ کرتے ہیں اور انھیں تحفے دیتے ہیں۔

(viii) رام نومی:

رام نومی کا تہوار بھگوان شری رام کے یوم پیدائش کے موقع پر منایا جاتا ہے۔ بھگوان وشنو کے بھگوان رام کی شکل میں اوتار لینے کی خوشی میں یہ تہوار منایا جاتا ہے۔ بھگوان رام کی پیدائش ایودھیا کے راجا دشرتھ اور رانی کوشلیا کے یہاں ہوئی تھی۔ یہ ہندو تقویم کے مطابق ماہ چیت میں آتا ہے اور انگریزی تقویم میں ہر سال مارچ یا اپریل کے مہینہ میں آتا ہے۔

(ix) بسنت پنچمی:

بسنت کا سنسکرت میں لفظی مطلب بہار کا ہے۔ اسے بسنت پنچمی اس لیے کہا جاتا ہے کہ یہ ماگھ کی پانچ تاریخ کو منایا جاتا ہے جو عموماً فروری کے مہینے میں آتا ہے۔ ویدوں میں لکھا ہے کہ یہ سرسوتی دیوی کا دن ہے۔ اس دن خوشی منائی جاتی ہے اور سرسوتی دیوی کی پوجا کی جاتی ہے۔ خوشی کے اظہار کے لیے نئے کپڑے پہنے جاتے ہیں اور پتنگیں اڑائی جاتی ہیں اور موسیقی سے لطف اندوز ہوا جاتا ہے۔

(x) کرواچوتھ:

کرواچوتھ

ہندو دھرم کے مطابق ''کتک'' کے مہینے میں شادی شدہ اور غیر شادی شدہ خواتین دلہن کی طرح سج دھج کر پورے چاند کی چوتھی رات میں اپنے شوہر یا منگیتر کی صحت، تندرستی اور طویل عمر کے لیے کرواچوتھ کی رسم ادا کرتی ہیں۔ اس رسم کے دن خواتین برت (روزہ) رکھتی ہیں اور سارا دن کچھ نہیں کھاتیں۔ دن مکمل ہونے پر چاند کو چھلنی کے ذریعے دیکھ کر اپنے مطلوبہ شخص کی شکل دیکھنے کے بعد برت (روزہ) کھولا جاتا ہے۔

ہندو دھرم اور پوجا پاٹ:

مندروں کے علاوہ گھروں میں بھی لوگ عبادت کرتے ہیں۔ بڑے گھروں میں الگ سے عبادت کا کمرہ ہوتا ہے، جب کہ چھوٹے گھروں میں کسی کمرے کا کچھ حصہ عبادت کے لیے مخصوص کرلیا جاتا ہے۔ ہندو دھرم میں صبح سویرے اُٹھ کر اشنان کرنا عبادت کا حصہ ہے پھر مندر یا گھر میں بیٹھ کر پوجا پاٹ کی جاتی ہے۔ بھگوان کی سیوا کرنا، چراغ جلانا، مورتیوں کو غسل دینا، سندور لگانا، گھنٹیاں بجانا، کافور جلانا، بھگوان کو پھولوں اور زیورات سے آراستہ کرنا پوجا کے عمل میں شامل ہوتا ہے۔ بھجن کیرتن کرنا، آرتی کرنا، بھگوان کو بھوگ لگانا یہ تمام عمل بھی عبادت کا حصہ ہیں۔ کچھ رسومات صرف مذہبی راہنما یعنی برہمن پنڈت ادا کرتے ہیں۔ ہندو دھرم میں بچے کی پیدائش پر کئی قسم کی رسومات ادا کی جاتی ہیں۔ چھٹے دن نام رکھا جاتا ہے اور دان دھرم (خیرات) کیا جاتا ہے۔

ہندو دھرم میں موت کی رسومات میں جزئیات کا بڑا خیال رکھا جاتا ہے۔ پوتر اگنی کے گرد بائیں سے دائیں چکر لگایا جاتا ہے۔ چکر

شروع کرنے سے پہلے دایاں گھٹنا جھکایا جاتا ہے۔ یہ رسومات بھگوان کو خوش کرنے کے لیے ادا کی جاتی ہیں۔ زندہ لواحقین کے لیے ضروری ہے، کہ وہ مُردے کے سفرِ آخرت کا انتظام کریں۔ مرنے کے بعد مُردے کے بال اور ناخن کاٹ کر زمین میں دفن کر دیے جاتے ہیں۔ برہمن سوتلی سے ارتھی تیار کرتا ہے اور اسے کپڑے سے ڈھانپ دیا جاتا ہے۔ اس کے بعد مرنے والے کا بیٹا یا قریبی عزیز اپنے سر کے بال صاف کرا کر مٹی کے کورے برتن میں پانی لے کر اشنان کرتا ہے اور کورے برتن کی ایک گڑوی سے مُردے کو غسل دیا جاتا ہے۔ مُردے کے کپڑے گھر والوں کو یا بیٹوں میں بانٹ دیے جاتے ہیں۔ اب مُردے کو ایک کفن نما پیراہن پہنایا جاتا ہے۔ اس کے بعد مُردے کے ہاتھ پاؤں کے انگوٹھے باندھ دیے جاتے ہیں۔ ارتھی اٹھائی جاتی ہے، تو ایک آدمی آگے آگے دیسی گھی سے جلائی ہوئی پوتر اگنی کی گڑوی لے کر چلتا ہے۔ اس کے پیچھے مُردے کو جلانے کا سامان اور اس کے پیچھے ارتھی ہوتی ہے۔ ارتھی کے مرگھٹ (چِتا جلانے کی جگہ) تک پہنچنے تک کئی اور رسوم بھی ادا کی جاتی ہیں۔ مرگھٹ میں چِتا جلائی جاتی ہے اور مُردے کی لاش کو جلانے سے پہلے اس کے منہ میں گنگا جل ڈالا جاتا ہے۔ چِتا کے چاروں طرف چکر لگا کر گھڑے سے پانی کا چھڑکاؤ کیا جاتا ہے۔ تیسرے چکر کے بعد گھڑا پھینک دیا جاتا ہے، اور مرنے والے کا بیٹا یا قریبی عزیز چِتا کو آگ دکھاتے ہیں۔ مرنے والے کا چالیس (40) دن تک سوگ منایا جاتا ہے۔ بارہ گھڑے پانی سے بھر کر ان پر سفید کپڑے اور مٹھائی رکھ کر برہمن کے گھر پہنچاتے ہیں اور کچھ رقم بھی برہمن کو دیتے ہیں۔ یہ مُردے کے لیے ایک سال کا سفری سامان تصور کیا جاتا ہے۔ ستارویں روز رشتے دار اور برہمن آخری بار مرنے والے کے گھر آتے ہیں۔ اس طرح موت کے بعد کی رسومات ختم ہو جاتی ہیں۔

☆☆☆☆

مشق

(الف) مفصل جوابات لکھیں۔

1۔ ہندو دھرم کا تاریخی پسِ منظر بیان کریں۔

2۔ ہندو دھرم کی مشہور کتب کے بارے میں تفصیل سے بیان کریں۔

3۔ مندرجہ ذیل پر مختصر نوٹ لکھیں:

(i) مکتی یا نجات (ii) بھگوان شیو (iii) ہندو دھرم کے چند مشہور تہوار

(ب) مختصراً جوابات لکھیں۔

1۔ ہندو دھرم کے وید کے دور میں کس کی اجارہ داری تھی؟

2۔ سری مہابھارت اور سری رامائن میں ہندو دھرم کے بارے کیا بتایا گیا ہے؟

3۔ ہندو دھرم میں تری مورتی سے کیا مراد ہے؟

4۔ بھگوان وِشنو کے دس اوتار کون کون سے ہیں؟

5۔ ہندو دھرم میں موت کی رسوم کس طرح ادا کی جاتی ہے؟

6۔ ہندو دھرم میں پوجا پاٹ کیسے کی جاتی ہے؟

7۔ بھگوان کرشن کے بارے میں مختصر بیان کریں۔

(ج) دُرست جواب کی نشان دہی کیجئے۔

1۔ ویدک دور میں لوگوں کا رُجحان بدھ مت کی طرف ہوا تو آریاؤں نے ---------------

(ا) تبلیغ کا سلسلہ تیز کر دیا (ب) بدھ مت کے خلاف مہم شروع کی

(ج) اپنے اصولوں پر سمجھوتہ نہ کیا (د) تنظیمِ نو ضروری سمجھا

2۔ ہندو دھرم کی کامیابی کی بڑی وجہ اس ---------------- ہے۔

(ا) قوتِ جاذبہ (ب) لچک

(ج) سماجی روایات کی قبولیت (د) ا، ب، ج

3۔ سری رامائن میں ------------------ کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔

(ا) بھگوان برہما اور دیوی سروتی (ب) بھگوان رام چندر اور دیوی سیتا

(ج) بھگوان شیو اور دیوی پاروتی (د) ا، ب، ج

4۔ ہندو دھرم میں ویدوں کی تعداد۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

(ا) چار　(ب) چھ　(ج) سات　(د) ا،ب،ج

5۔ بھگود گیتا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی واتی ہے۔

(ا) بھگوان وشنو　(ب) بھگوان رام چندر

(ج) بھگوان کرشن　(د) ا،ب،ج

6۔ نوراتری کا تہوار۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔دِن کا ہوتا ہے۔

(ا) دس　(ب) نو　(ج) گیارہ　(د) ا،ب،ج

(د) خالی جگہ پُر کریں۔

1۔ ویدک دور میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی اجارہ داری قائم تھی۔

2۔ ہندو دھرم میں بڑی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اور قوتِ جاذبہ ہے۔

3۔ ہندو دھرم میں دنیا کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔تصور کیا جاتا ہے۔

4۔ رکشا بندھن۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا تہوار ہے۔

5۔ جنم اشٹمی بھگوان۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا یوم ولادت ہے۔

6۔ کرواچوتھ میں پتنی اپنے پتی کے لیے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔رکھتی ہے۔

(ہ) طلبہ کے لیے سرگرمیاں:

1۔ لائبریری میں جا کر ہندو دھرم کی تاریخ کے متعلق کتابیں پڑھیں اور کم از کم پانچ طلبہ مطالعے کے بعد جماعت کے دیگر طلبہ کو حاصلِ مطالعہ بتائیں۔

2۔ ایشیا کے نقشے میں ان ملکوں کی نشان دہی کریں جہاں ہندو اکثریت میں ہیں۔

(و) اساتذہ کے لیے ہدایات:

1۔ طلبہ کو بتائیں کہ آریاؤں کے بعد ہند میں مذہبی طور پر کیا تبدیلیاں آئیں؟

2۔ بھارت میں دیگر مذاہب (بدھ مت، جین مت وغیرہ) کے عروج اور پھر ہندو دھرم میں جذب ہونے کے بارے میں طلبہ کو معلومات دیں۔

☆☆☆☆

زرتشت مذہب

زرتشت کی بعثت سے قبل:

زرتشت کی بعثت سے قبل فارس (موجودہ ایران) میں مظاہر پرستی اور اصنام پرستی زوروں پر تھی۔ ایران کا ذریعہ معاش زراعت تھا۔ اس وجہ سے ایرانیوں نے ہر اس مظہرِ قدرت کی پوجا کی جو ان کی زراعت کے لیے مفید تھے۔ سورج کی اس وجہ سے پرستش کی کیونکہ سورج کی گرمی اناج کے پکنے کے لیے ضروری ہے، زمین کو اس لیے سجدہ کیا کہ اس میں فصلیں ہوتی تھیں۔ اس طرح چاند، ستارے، ہوا، پانی اور درختوں کی پوجا بھی کی جاتی تھی۔

ایران میں خاندانوں اور قبائل کے بزرگوں کی پرستش کا رواج بھی تھا۔ ان کی مورتیاں تیار کی جاتی تھیں، پھر ان کے سامنے بھجن گائے جاتے تھے۔ اس آبا پرستی کے نتیجہ میں پروہتی نظام شروع ہوا۔ پروہتوں کو ''مُغ'' کہا جاتا تھا۔ انھوں نے رسوم، قربانیوں اور سحر وفسوں کو رواج دیا۔ اس طبقہ کا اثر عوام پر بہت زیادہ تھا۔ عوام میں ان کے متعلق یہ خیال پایا جاتا تھا کہ وہ دیوتاؤں کے مقرب ہوتے ہیں، اپنے منتروں کے ذریعے سے حسبِ خواہش کام نکال سکتے ہیں اور زمین کی پیداوار اور جانوروں کا دودھ بڑھانے کی قدرت رکھتے ہیں۔

زرتشت مذہب کے پیروکار اب ایران میں بہت ہی کم رہ گئے ہیں، لیکن ان کی کچھ تعداد ہندوستان، عراقی کردستان، ازبکستان، آذربائیجان، افغانستان، امریکا، کینیڈا، برطانیہ، نیوزی لینڈ، سنگاپور، ہانگ کانگ اور پاکستان میں موجود ہے، جو اب پارسی کہلاتے ہیں۔ زرتشت کی تعلیم نے بابل اور یونان کے لوگوں کو کافی متاثر کیا تھا اور بعد میں یہودیت اور خود مسیحیت پر اس کے اثرات پڑے تھے۔ اس مذہب میں یہودیت یا اسلام کی طرح صاف اور واضح طور پر وحدانیت کا تصور تو نہیں ہے۔

زرتشت مذہب سے پہلے فارس (ایران) میں جو مذاہب تھے ان کے بارے میں تفصیلات بہت کم ملتی ہیں لیکن اُس زمانہ کے مذاہب اور برصغیر کے مذاہب میں بڑی قربت نظر آتی ہے۔ اوستا اور وید میں بہت ساری چیزیں مشترک ہیں۔ دونوں میں ایک ہی قسم کی کثرت پرستی پائی جاتی ہے۔ دونوں جگہ آگ کی پرستش ہے اور قربانی کے وقت برصغیر میں سوما (ایک قسم کی شراب) اور ایران میں ہاوما استعمال ہوتی تھی۔ اوستا اور وید میں بیان کیے ہوئے دیوتا تقریباً مشترک تھے۔

زرتشت کی پیدائش اور حالاتِ زندگی:

زرتشت کے زمانہ میں محققین کا شدید اختلاف ہے۔ زمانۂ حال کے محققین کی رائے کے مطابق وہ 660 قبل مسیح (BCE) میں پیدا ہوئے اور 583 قبل مسیح (BCE) میں اِنتقال ہوا۔ مغربی ایران کے رہنے والے تھے۔ ان کا جائے پیدائش شہر ''رے'' تھا۔ ان کے والد کا نام پورا شاسپ تھا اور والدہ کا نام وگدواورا سال بتایا جاتا ہے اور خاندان سپتما میں سے تھے۔ قوم کے مجوسی تھے۔ فارسی میں اس کو مُغ کہتے ہیں اور انگریزی میں (Magus) کہا جاتا ہے۔ اس کو (Magian) کہتے ہیں، جس کے معنی جادوگر کے ہیں۔ قدیم ایران میں ان پروہتوں اور پجاریوں کی ایک جماعت تھی جن کا تسلّط عوام پر تھا۔ اس سے معلوم ہوا کہ زرتشت کا خاندانی تعلق جادوگروں اور پروہتوں کی جماعت سے تھا۔

جوانی گوشہ نشینی، غور و فکر اور مطالعے میں گزاری۔ سات بار بشارت ہوئی۔ تیس برس کی عمر میں اہورا مزدا (Ahuramazda) یعنی خدائے واحد کے وجود کا اعلان کیا لیکن وطن میں کسی نے اُن کی بات نہ سنی۔ تب اُنھوں نے مشرقی ایران کا رخ کیا اور خراسان میں کشمار کے مقام پر شاہ گستاسپ کے دربار میں حاضر ہوا۔ ملکہ اور وزیر کے دونوں بیٹے اس کے پیروکار بن گئے۔ بعد ازاں شہنشاہ نے بھی اس کا مذہب قبول کر لیا۔ جب زرتشت پیدا ہوئے تو انھوں نے اپنی قوم کو جانوروں، متوفی آبا و اجداد، زمین و آسمان اور سورج و چاند کی پرستش کرتے ہوئے پایا اور دیکھا کہ یہ لوگ اُن چیزوں کی پوجا کرتے ہیں جو وید کے زمانے کے ہندوؤں میں پائے جاتے تھے۔ زرتشت سے پہلے ان لوگوں کے خدا یہ تھے۔ متھرا، آفتاب خدا، عیتا پیدائش اور افزائش کا خدا، زمین، ہوا، سانڈ کے نمونہ کا خدا جو مر گیا اور پھر زندہ ہوا اور بنی نوع اِنسان کو زندگی دوبارہ عطا کرنے کی غرض سے اپنا خون پینے کو دیتا تھا۔

زمانہ قدیم کے ایرانی اس کی پرستش اس طرح سے کرتے تھے کہ ہوما گھاس کا نشہ آور عرق پیتے تھے۔ ان خداؤں کی پرستش اور کافرانہ رسوم کو دیکھ کر زرتشت کو بہت غم اور تعجب ہوا۔ اس نے ان مجوسی پجاریوں کے خلاف بغاوت کی جو ان خداؤں کی پرستش کرتے تھے اور ان پر قربانیاں چڑھاتے تھے اور اپنے ہمعصر انبیا عاموس اور یسعیاہ کی سی جرأت کے ساتھ دنیا میں خدائے واحد کا اعلان کیا۔ یہاں اس خدائے واحد کا نام اہوارا مزدا تھا جو نور و السمٰوٰت کا خدا تھا اور باقی مفروضہ خدا کچھ نہیں تھے، صرف اس کی صفات کے دوسرے نام تھے۔ کوروش اعظم اور دارا اعظم نے زرتشتی مذہب کو تمام ملک میں حکماً رائج کیا۔ ایران پر مسلمانوں کے قبضے کے بعد یہ مذہب اپنی جنم بھومی سے بالکل ختم ہو گیا۔

زرتشت نے اپنے زمانہ کے مشہور استاد حکیم بزاکرزا سے تعلیم حاصل کی۔ دس سال کے قلیل عرصہ میں متعدد علوم مذہب، زراعت، گلہ بانی اور جراحی کے ماہر ہوگئے۔ زرتشت نے جوانی کی عمر میں قدم رکھتے ہی اپنے آپ کو خدمتِ خلق کے لیے وقف کر دیا۔ مصیبت زدہ اور مفلوک الحال لوگوں کی خدمت ان کا محبوب مشغلہ تھا۔ ان کے والدین کی یہ خواہش تھی کہ ان کا بیٹا آبائی پیشہ اختیار کر لے لیکن زرتشت کا دل اس طرف مائل ہی نہیں ہوتا تھا۔ ان کے سامنے ایک بلند نصب العین تھا۔ اس جوانی کے زمانہ میں ہی اپنے مذہب سے غیر مطمئن تھے۔ وہ جان و دل سے حقیقت کی طرف راغب ہوئے۔ بیس سال کی عمر میں گھر بار کو خیر باد کہہ کر سیالان پہاڑ میں گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ انھیں تیس سال کی عمر میں معراجِ آسمانی نصیب ہوا اور اس نے براہِ راست اہورامزدا (Ahuramazda) سے وہ الفاظ حاصل کیے جو اس کی تعلیمات اور گاتھا کی بنیاد ہیں۔ گاتھا وہ مقدس منظومات ہیں جو زرتشت نے لکھی تھیں۔

حسب نسب:

ان کا سلسلہ نسب پہلوی مصنفین نے یوں بیان کیا ہے، زرتشت بن پوروشسپ بن پیتیر سپ بن ہردرشن بن ہردار بن اسپنتمان بن ویداشت بن نایزم (یاہایزم) بن راجشن (یاایرج) بن دورانسرو (یادورشیریں) بن منوچہر بن ایرج بن فریدوں۔ مسعودی نے اس کو (غالباً معرب کر کے) یوں لکھا ہے، زرتشت بن بورشسف بن فذرسف بن اریکدسف بن ہجدسف بن ہجیش بن باتیر بن ارحدس بن ہردار بن اسفنتمان بن واندست بن ہایزم بن ایرج بن دورشیریں بن منوچہر بن ایرج بن فریدوں تھا۔

زرتشت یا مزدیسنا ایک قدیم آریائی مذہب ہے، جس کی پیدائش تین ہزار پانچ سو (3500) سال قبل مسیح فارس میں ہوئی تھی۔ اس کو عام طور پر زرتشت کہا جاتا ہے۔ اس مذہب کے ماننے والوں کی تعداد بہت ہی کم رہ گئی ہے پوری دنیا میں تقریباً ایک لاکھ تیس ہزار (130,000) سے بھی کم زرتشتی ہیں مگر یہ دنیا کے قدیم مذاہب میں سے ایک ہے۔ جسے پارسی مذہب بھی کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ اسے آتش پرستوں کا مذہب اور مجوسیّت بھی کہا جاتا ہے۔

زرتشت کی تبلیغ اور تعلیمات:

زرتشت کا دعویٰ تھا کہ کائنات میں دو طاقتیں (یا دو خدا) کارفرما ہیں۔ ایک اہورا مزدا (یزداں) جو خالق اعلیٰ اور روحِ حق وصداقت ہے اور جسے نیک روحوں کی امداد و اعانت حاصل ہے اور دوسری اہرمن جو بدی، جھوٹ اور تباہی کی طاقت ہے۔ اس کی مدد بدروحیں کرتی ہیں۔ ان دونوں طاقتوں یا خداؤں کی ازل سے کشمکش چلی آ رہی ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔ خدا اہورامزدا کا پلہ بھاری ہوتا ہے تو دنیا امن وسکون اور خوشحالی کا گہوارہ بن جاتی ہے اور جب اہرمن غالب آ جاتا ہے تو دنیا فسق و فجور، گناہ و عصیاں اور اس کے نتیجے میں دُنیا آفاتِ ارضی وسماوی کا شکار ہو جاتی ہے۔ پارسیوں کے اعتقاد کے مطابق بالآخر نیکی کے خدا یزداں کی فتح ہوگی اور دنیا سے برائیوں اور مصیبتوں کا خاتمہ ہو جائے گا۔

زرتشتی مذہب کے تین بنیادی اصول ہیں:

گفتارِ نیک، پندارِ نیک، کردارِ نیک۔ خدا اہورامزدا کے لیے آگ کو بطور علامت استعمال کیا جاتا ہے کیوں کہ یہ ایک پاک وطاہر

شے ہے اور دوسری چیزوں کو بھی پاک و طاہر کرتی ہے۔ پارسیوں کے معبدوں اور مکانوں میں ہر وقت آگ روشن رہتی ہے غالباً اسی لیے انھیں آتش پرست سمجھ لیا گیا۔ عرب انھیں مجوسی کہتے تھے۔

افکار کی پاکیزگی:

زرتشت نے افکار اور خیالات کی پاکیزگی پر بہت زور دیا ہے، کیونکہ انسانی اعمال افکار کے ہی تابع ہوتے ہیں۔ اگر انسان کے افکار میں پاکیزگی اور صفائی آجائے تو اعمال میں درستی خود بخود آجاتی ہے۔

راست بازی:

زرتشت کی اخلاقی تعلیمات میں راست بازی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ اُن کا کہنا ہے کہ بچوں کو نہایت کم سنی میں دو چیزیں سکھلائی جائیں۔ اوّل سچ بولنا، دوم تیراندازی، جھوٹ بولنا بدترین گناہ ہے، جو مقروض ہونے سے بھی زیادہ بُرا ہے۔

صفائی:

زرتشت نے صفائی اور پاکیزگی کو بہت اہمیت دی ہے۔ اوستا میں صفائی وسیع معنوں میں مستعمل ہے جو جسمانی صفائی کے علاوہ اقوال اور اعمال کی پاکیزگی کو لازمی قرار دیتے ہیں۔

دوسروں کی مدد:

زرتشت نے مالی امداد پر بہت زور دیا ہے۔ ان کا قول ہے، جو شخص مالدار ہو، اس کو چاہیے کہ وہ اپنے فاضل مال کے ذریعے سے دوسروں کی مدد کرے اور اعلیٰ تعلقات کے قیام کے لیے عمدہ کام انجام دے۔ اے زرتشت ایسے شخص پر حیف ہے جو شخص خیرات دے لیکن خیرات دیتے وقت اس کا دل خوش نہ ہو۔ ان کا کہنا ہے کہ مالی امداد صرف مستحقین کو دینی چاہیے جو رقم غیر مستحقین کو دی جاتی ہے وہ رائیگاں جاتی ہے۔ غیر مذاہب کے مستحق اور نادار افراد کو خیرات دینا ضروری بتایا گیا ہے۔

رہبانیت: (ترکِ دُنیا)

زرتشت رہبانیت کا شدید مخالف ہے اور شادی کو ضروری قرار دیتا ہے۔ یشت میں ہے: اے اسپیٹما زرتشت وہ شخص جس کی بیوی ہو اس شخص سے بدرجہا بہتر ہے جس کی بیوی نہ ہو، اور ایسا شخص جو خاندان رکھتا ہو اس سے بہتر ہے جس کا کوئی خاندان نہ ہو۔

کوشش کرنا:

زرتشت محنت اور کوشش کو بڑی قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ وہ خود آخری عمر تک زراعت کے کام سرانجام دیتے رہے۔ اس کا مذہب حقیقت اور عمل کا مذہب تھا۔ یونانی مذہب کی طرح رسموں اور روایتوں کا مذہب نہ تھا اس نے مذہب کو ایرانیوں کی روزمرہ زندگی کی ایک حقیقت بنا دیا۔ اخلاق اس مذہب کا مرکزی عنصر تھا۔

توحید کے متعلق عقیدہ:

زرتشت پکا موحد تھا۔ ان کے خدا کا نام اہورا مزدا تھا۔ اہور کے معنی ''مالک'' اور مزد کے معنی ''دانا'' کے ہیں، یعنی دانا مالک۔

زرتشت توحید کے متعلق فرماتے ہیں، تو ہی خدا ہے، یہ میں جانتا ہوں۔ اے قادرِ مطلق تو ہی اوّل تھا، جب زندگی نے جنم لیا۔ انسان کے ہر خیال، قول، فعل کا پھل ہے۔ جس طرح تیرے ابدی قانون میں مرقوم ہے کہ برائی کا انجام برا ہے اور اچھائی کا انجام اچھا ہے، قیامت تک تیری مصلحت کے تحت یہ بات مقرر ہو چکی ہے۔ زرتشت نے توحید کی اشاعت اور شرک کی مخالفت میں انتھک کوشش کی۔ دس سال کی لگاتار کوشش کے بعد صرف اس کا چچازاد بھائی اس کا ہم خیال بن سکا۔ وجہ یہ تھی کہ ان کی تعلیمات کا تعلق غیر مرئی قوّت سے تھا۔ لوگ ایسے معبود پسند کرتے تھے۔ جنھیں وہ آنکھوں سے دیکھ سکیں اور ہاتھوں سے چھو سکیں۔

ملائکہ کے متعلق عقیدہ:

ملائکہ وہ خارجی ہستیاں ہیں جو ہماری روحانی اور جسمانی ربوبیت کے لیے پیدا کی گئی ہیں اور خدا تعالیٰ اور اس کے بندوں کے درمیان رابطے ہیں۔ زرتشت ملائکہ کے وجود کے قائل ہیں، وہ فرماتے ہیں۔ ترجمہ: یعنی ملائکہ بے شمار ہیں۔ (دساتیر صفحہ ۶)، حضرت آدم علیہ السلام سے خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ ترجمہ: یعنی فرشتے کلامِ الٰہی پیغمبر کے دل پر نازل کرتے ہیں۔ (دساتیر صفحہ ۳۷)

جنت ودوزخ کے متعلق عقیدہ:

زرتشت بعث بعد الموت اور جنت و دوزخ کے قائل تھے۔ فرماتے تھے، خدا تعالیٰ بہشتیوں کو جو جسم عطا کرتا ہے وہ نہ تو ریزہ ریزہ ہوگا اور نہ پرانا، نہ تھکے گا، نہ اس میں کوئی گند پیدا ہوگا۔ نجات پانے والے جنت میں ہمیشہ رہیں گے اور دوزخ میں گنہگاروں کو ان کی برائیاں آگ کی صورت میں جلائیں گی۔ ٹھٹھرنے والی اور ٹھنڈا کرنے والی برف، سانپ، بچھو اور دوسرے موذی زہریلے جانور عذاب دیں گے۔

رسولوں کے متعلق عقیدہ:

پیغمبروں کی ضرورت اور بعثت کے متعلق زرتشت فرماتے ہیں۔ پیغمبر اس لیے چاہیے کیوں کہ کاروبار زندگی میں ہم ایک دوسرے کے محتاج ہیں۔ ان کے لیے ایسے مربّیانِ شرائع کی ضرورت ہے جنھیں سب لوگ مان لیں، تاکہ باہمی ظلم و ستم نہ ہو، کوئی دھوکہ اور فریب نہ ہو اور نظامِ عالم درست رہے اور یہ تمام قانون خدا کی طرف سے ہونے چاہییں تاکہ سب لوگ ان کو یکساں قبول کریں۔ اسی بنا پر پیغمبر مبعوث کیے جاتے ہیں۔

تخلیق کائنات کے متعلق عقیدہ:

زرتشت فرماتے تھے، تخلیق کائنات چھ ادوار میں ہوئی اور اہورامزدا نے ترتیب وار آسمان، پانی، زمین، نباتات، حیوانات اور آخر میں انسان کو پیدا کیا۔ تمام نسلِ انسانی کو ایک ہی جوڑے سے پیدا کیا گیا، جن کا نام مشیہ اور مشیاتا (نر اور ناری) ہیں۔

زرتشت مذہب کی تاریخ

زرتشت ایک خدا اہورا کے پجاری تھے جو مزدا (دانا) کہلاتے تھے۔ زرتشت کی حمد یا گاتھا (Gathas) میں جن مقامات یا شخصیتوں کا ذکر ہے، تاریخ میں ان کا پتہ نہیں چلتا اور اس لیے صحیح زمان و مکان کا تعین کرنا مشکل ہے لیکن یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ مشرقی ایران کے کسی حصہ میں تھے اور مغربی ایشیا کے ترقی یافتہ حصوں سے دور رہتے تھے۔ یہ زمانہ سائرس دوم سے پہلے کا ہے جب ایران ابھی متحد نہیں ہوا تھا۔ ہخامنشیوں کے دور کی کسی تحریر اور آثار میں بھی ان کا ذکر نہیں ملتا۔ اس کے بعد دارا اور اس کے جانشینوں کے آثار میں بہت ہی

معمولی اشارے ملتے ہیں۔ ہخامنشی دورِحکومت میں کچھ عرصہ کے لیے یہ سرکاری مذہب رہا۔ سکندرِ اعظم کے حملہ کے بعد ہخامنشی دورِحکومت ختم ہو گیا۔ اس کے بعد زرتشتی مذہب کا زور بھی ٹوٹ گیا۔ ساسانی دورِحکومت میں اسے پھر عروج حاصل ہوا اور چار سو سال تک یہ سرکاری مذہب رہا اور مسیحیت سے ٹکر لیتا رہا۔

جب عوام نے زرتشت کی آواز پر کان نہ دھرے اور سرد مہری کا ثبوت دیا تو زرتشت توحید کا پیغام لے کر بلخ کے بادشاہ گشتاسپ سے ملنے گئے اور بادشاہ کے درباری علما سے مناظرہ کیا، جو تین دن اور تین رات جاری رہا۔ جس میں زرتشت نے اپنی تعلیمات کو دلائل کے ساتھ بیان کیا اور اس وقت کے مروجہ عقائد کا بطلان ثابت کیا۔ بادشاہ نے زرتشت کی تعلیم کو قبول کر لیا۔ اس کے بعد یہ مذہب تیزی سے ترقی کرنے لگا۔ اشاعت کے لیے دور دراز ممالک میں مبلغ بھیجے۔ زرتشت نے شاہِ فارس (ایران) کی مدد سے اپنے مذہب کو ملک توران (Turan) میں پھیلانے کی کوشش کی۔ توران موجودہ ازبکستان (Uzbekistan)، قازقستان (Kazakhstan)، تاجکستان (Tajikistan) اور کچھ شمالی حصہ افغانستان کا شامل تھا۔ جس کے نتیجہ میں دونوں ملکوں کے تعلقات خراب ہو گئے اور دونوں ملکوں میں جنگ چھڑ گئی۔ اِسی جنگ میں زرتشت کو ایک تورانی سپاہی نے پیٹھ میں خنجر مار کر شہید کر دیا۔

635ء میں عربوں نے یزدگرد سوم کو شکست دے کر فارس (ایران) پر قبضہ کر لیا اور پورے ملک میں اسلام پھیل گیا۔ اِس واقعہ کے بعد زرتشت مذہب کے لوگ چھوٹے چھوٹے گروہوں میں اقلیتوں کی طرح رہنے لگے۔ دسویں صدی عیسوی کے بعد زرتشت مذہب کے لوگ ترکِ وطن کر کے برصغیر میں پھیل گئے اور اپنے وطن کے زرتشتی لوگوں سے ان کا تعلق ٹوٹ گیا۔ شروع میں یہ کھیتوں میں کسانوں کی طرح کام کرنے لگے، لیکن انگریزوں کے اقتدار کے زمانے میں انھوں نے تعلیم، تجارت اور صنعت میں زبردست ترقی کی اور صوبہ گجرات اور بمبئی کی معاشی زندگی میں خاص مقام حاصل کر لیا۔

زرتشتی مذہب اپنے شروع کے دور میں شمالی ایران کے امن پسند و متوکل لوگوں کی عکاسی کرتا ہے۔ یہ لوگ اپنے دشمن خانہ بدوشوں سے بالکل مختلف تھے جو نیچر پرست تھے۔ کئی کئی دیوتاؤں کو مانتے تھے اور جن کی زندگی زیادہ تر گھوڑوں کی پیٹھ پر گزرتی تھی۔ زرتشت ان لوگوں کا مقابلہ ہمیشہ اپنے لوگوں سے کرتے تھے۔ اپنے لوگوں کو وہ انصاف پسند و پاک باز (آشا) بتلاتے تھے اور خانہ بدوشوں کو جھوٹے اور دھوکا باز (درج)۔ زرتشت ہمیشہ زمین کی پیداوار بڑھانے اور مویشیوں کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کی تلقین کرتے تھے اس لیے کہ مویشیوں کی محنت ہی سے غذا پیدا ہوتی ہے۔ چنانچہ انھوں نے دیوتا متھرا کے سامنے بیلوں کی قربانی منع کر دی اور عبادت کے وقت ہاوما (ایک قسم کی نشہ آور چیز) کے استعمال پر بھی پابندی لگا دی۔

زرتشتی مذہب شاہانِ خورس اور دارا کے عہد چھٹی اور پانچویں صدی قبل مسیح (BCE) میں اپنے نقطۂ عروج پر تھا۔ زرتشت کے مرنے کے ڈھائی سو سال بعد 331 قبل مسیح (BCE) میں سکندرِ اعظم نے فارس (ایران) پر حملہ کیا۔ فتح کے نشہ میں شور مقدونی فاتح نے پرسپولس (Persepolice) کے عظیم شاہی کتب خانہ کو نذرِ آتش کر دیا۔ جس میں تمام زرتشتی کُتب جو زرتشت کے وقت کی تھیں۔ جل کر راکھ ہو گئیں۔ زرتشتی عالم اور پروہت اپنی جانیں بچانے کے لیے پہاڑوں کی غاروں میں جا چھپے۔ جب زرتشتی مذہب کا دوبارہ احیا ہوا، تو پروہتوں کو جو چیزیں زبانی یاد تھی، اُس کی مدد سے کتب مدون کی گئیں۔ لازمی طور پر ان تدوین کردہ کتب میں تحریف ضرور ہو گی۔

زرتشتی مذہب کا دوسرا سنہری دور تیسری صدی عیسوی میں ساسانی خاندان کے عروج کے ساتھ شروع ہوا۔ شاہ ارتبانس

(Artabaus)اسی خاندان کا بانی مبانی تھا۔ زرتشی کتب دوبارہ تالیف کروائی گئیں۔ پہلوی زبان میں تراجم ہوئے اور یہی مذہب فارس (ایران) کا سرکاری مذہب قرار دیا گیا تھا۔ زرتُشت کے بعد جلد ہی اس مذہب سے انحراف شروع ہوگیا۔ عربوں کے فارس (ایران) پر حملے کے بعد اسلام کی اشاعت عام ہوگئی اور وہ جس قدر پھیلتا گیا، زرتُشتی اسی قدر سمٹتے گئے۔ جب وہاں حالات بدلے تو زرتشتی لوگ فارس (ایران) میں کرمان اور دشوار گزار علاقوں میں جا آباد ہوئے۔ کچھ لوگ ہندوستان میں سورت اور دیگر علاقوں میں چلے گئے۔ برصغیر میں انھیں پارسی کہا جاتا ہے۔

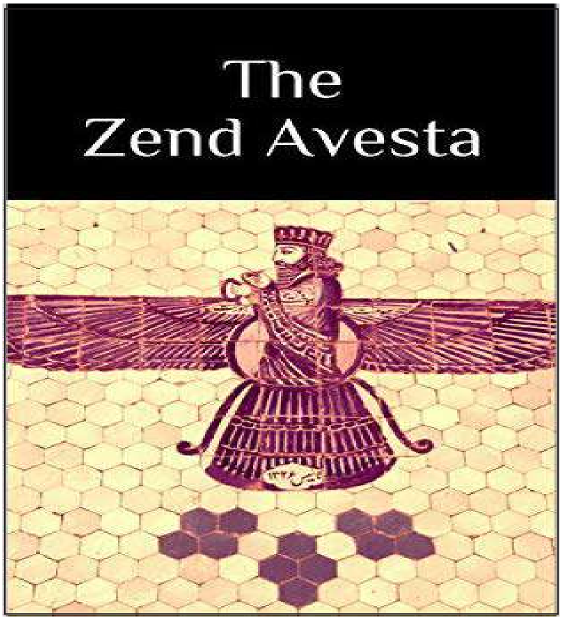

تدوین کردہ کتب:

قدیم زرتشتی مذہبی کتب میں دو دفتر اہم ہیں، ایک دساتیر اور دوسرے ژنداوستا۔ ان کتب کے دو حصے ہیں۔ خوردہ دساتیر اور کلاں دساتیر، خوردہ اوستا اور کلاں اوستا۔ اوستا کے پانچ حصے ہیں۔ 1۔ یاسنا، 2۔ گاتھا، 3۔ وسپرید، 4۔ وندیداوٗ، 5۔ یاشت (ان میں سے خاص طور پر اہم ہیں)۔ پہلی عبادت اور قربانی سے متعلق ہے، دوسری حمد و مناجات سے متعلق ہے۔ انھی دو کو ژند اور مہاژند بھی کہتے ہیں۔

پانچویں صدی قبل مسیح (BCE) ایران میں زرتشی مذہب کے ستّر کے قریب فرقے تھے۔ ہر فرقہ کا یہ دعویٰ تھا کہ اس کے پاس ہی اصلی اوستا ہے، شاہِ ایران ارتخشتاہ (Artaxeues) نے ان اختلافات کو مٹانے کے لیے قریب 450 قبل مسیح (BCE) علما کی ایک کونسل منعقد کی۔ اس کونسل میں قریباً اسّی ہزار علما شامل ہوئے۔ اس قدر کثیر علما کی وجہ سے اوستا کی تدوین کا کام مشکل ہوگیا۔ بادشاہ نے ان میں سے سات علما (مغ) منتخب کر لیے۔ ان سات علما نے اوستا کی از سرِ نو تدوین کی۔ اس طرح زرتشت مذہب کے ضابطۂ قوانین مرتب کیے گئے۔

ادواد یرف کی مدونہ اوستا بھی اسکندر کے حملے کے وقت نذرِ آتش ہوگئی تھی۔ اس واقعہ کے بعد مدت دراز تک اوستا کا کہیں نام نہیں لیا گیا۔ اوستا میں زرتشت کے مروّجہ اقوال کے کچھ حصے جونسک کے نام سے مشہور تھے۔ پہلوی زبان میں تدوین کیے گئے۔ موجودہ تحقیقات کی رو سے یہ ترجمے مستند ہیں۔

ساسانیوں کے دور میں زرتشت کی تعلیمات کو پھر اکٹھا کر کے ایک مجموعہ تیار کیا گیا۔ جو اس وقت تک اوستا (Avesta) کے نام سے مشہور ہے، اس میں ایک حصہ یسنا کہلاتا ہے، جو 73 ابواب پر مشتمل ہے اس میں قربانیوں کی رسومات اور دعائیں درج ہیں۔ اس میں 28 سے 54 ابواب تک جناب زرتشت کی طرف منسوب ہیں۔ یہ ان کی پانچ گتھائیں کہلاتی ہیں۔

دوسرا حصہ وندیداوٗ کہلاتا ہے۔ جس میں دیوتاؤں اور بھوتوں سے محفوظ رہنے کے منتر ہیں۔ تیسرا حصہ دسپیر ید ہے۔ چوتھا یشت

ہے۔جس میں متعدد خداؤں اور روحوں سے مدد حاصل کرنے کی دعائیں ہیں۔ یہ کتب ژندی اور پہلوی دو زبانوں میں پائی جاتی ہیں۔ان دونوں قسم کے رسم الخط کے علاوہ کچھ لٹریچر خطِ میخی میں بھی موجود ہے۔ پہلوی رسم الخط موجودہ فارسی خط سے ملتا جلتا ہے،لیکن ژندی اور میخی دونوں اس سے مختلف ہیں۔ یہ سنسکرت زبان کے قریب ہیں۔

زرتشت مذہب کی تعلیمات اور نظریات:

زرتشتی مذہب کے مطابق اس ساری کائنات کی تاریخ (ماضی، حال اور مستقبل) چار ادوار میں تقسیم کی جاسکتی ہے جس میں سے ہر ایک دور 3 ہزار سال کا ہے۔ پہلے دور میں کسی مادہ کا وجود نہیں تھا۔دوسرا دُور زرتشت کی آمد کے عین پہلے کا ہے اور تیسرے میں ان کی تعلیم کی اشاعت ہوئی۔ پہلے 9 ہزار سالوں میں نیکی اور بدی کی جنگ جاری رہی۔ نیک لوگ آہورمزدا کے ساتھ رہے اور بدلوگ اہرمن کے ساتھ تھے۔ ہر شخص کو موت کے بعد دوزخ سے پہلے پل (چنواتو پریتو) سے گزرنا ہوتا ہے۔ اگر وہ بد ہے تو پل تنگ ہو جاتا ہے اور وہ دوزخ میں گر جاتا ہے اور اگر نیک ہے تو اس کے لیے جنت کا راستہ کھل جاتا ہے۔ چوتھے دُور میں دنیا کو بچانے والا ''ساوشیانت'' نمودار ہوگا۔تمام مردے زندہ ہوں گے اور ان کے اعمال کا حساب کتاب ہوگا۔ بد ہمیشہ کے لیے سزا کے مستوجب ہوں گے اور نیک ہمیشہ کے لیے اپنی نیکی کا پھل پائیں گے۔

زرتشت مذہب میں، جیسا کہ عام طور پر سمجھا جاتا ہے، ثنویت نہیں بلکہ ایک طرح کی نیم ثنویت ہے۔ کیونکہ آخر کار فتح آہورمزدا ہی کی ہوتی ہے۔زرتشتی مذہب میں آگ کی جو اتنی اہمیت ہے اور مذہبی تقاریب میں اس کی جو اس قدر حرمت دکھلائی جاتی ہے اس سے یہ ایک غلط خیال رائج ہے کہ ان میں پہلے آگ کی پرستش کا رواج تھا۔ اصل یہ ہے کہ نہ صرف آگ بلکہ پانی اور زمین بھی یعنی خالص قدرتی اشیا آہورمزدا کی نمائندہ ہیں اور ان چیزوں کو پاک وصاف رکھنے کی ہر ممکنہ کوشش کی جاتی ہے۔

زرتشت مذہب کے مطابق انسان آزاد ہے کہ وہ نیکی یا بدی دونوں میں سے کسی ایک کا انتخاب کرے اور پھر اس کے پھل کے لیے تیار رہے۔ اس انتخاب میں جسم اور روح دونوں کو حصہ لینا چاہیے۔نیکی وبدی کی ٹکر جسم وروح کی ٹکر نہیں ہے اور اس لیے دوسرے قدیم مذاہب کے برعکس تجرد اور کفارہ کے لیے روزے ممنوع ہیں۔ اس کی اجازت صرف روح کی پاکیزگی کے لیے ہے۔ بدی کے خلاف انسان کی جدوجہد منفی نوعیت کی ہے یعنی اسے اپنے آپ کو ہمیشہ پاک وصاف رکھنا چاہیے اور موت کی طاقتوں کو اس کا موقع نہیں دینا چاہیے کہ وہ اسے ناپاک بنا سکیں۔ اسی لیے مردہ چیزوں کو چھونے سے بھی پرہیز کیا جاتا ہے۔

زرتشتی اخلاقیات کی بنیاد اس کے اعلیٰ مذہبی فلسفہ پر ہے۔ انسان اس کائنات میں ایک بے بس ہستی نہیں ہے۔ اسے انتخاب کی پوری آزادی ہے اور وہ پوری شان وشوکت کے ساتھ اہرمن کے خلاف نیکی کی فوج کا سپاہی بن سکتا ہے۔ اس مذہب کا نہایت سادہ فلسفہ یہ ہے۔ ''نیچر ہی صرف پاک وصاف اور نیک ہے وہ دوسروں کے ساتھ ایسی کوئی چیز نہیں کرے گی جو وہ اپنے لیے پسند نہیں کرتی ہے۔'' اوستا نے انسان کے لیے تین فرائض مقرر کیے ہیں۔'' * جو دشمن ہیں انھیں دوست بناؤ۔ * جو بد ہیں انھیں نیک بناؤ۔ * جو جاہل ہیں انھیں قابل بناؤ۔'' سب سے بڑی نیکی زہد ہے اور اس لیے خدا کی عبادت پہلا فرض ہے اور اس کے لیے صفائی، قربانی اور دعا کا طریقہ اختیار کرنا چاہیے اور اس کے بعد عمل اور گفتار میں ایمانداری اور عزت واحترام ملحوظ رہنا چاہیے۔ زرتشتی کو سود لینا منع قرار دیا گیا تھا اور یہ ہدایت کی گئی تھی کہ

قرض دار کو چاہیے کہ وہ قرض کو ایک مقدس امانت سمجھے۔ سب سے بڑا گناہ بے اعتقادی ہے۔ مرتد کے لیے موت کی سزا ہے۔

بعد کے دور میں دوسرے مذاہب کی طرح زرتشت مذہب میں بھی رسوم داخل ہوگئی۔ شروع میں معبد بنانا اور بت رکھنا منع تھے۔ قربان گاہیں پہاڑیوں پر، محلوں میں یا شہر کے مرکز میں بنائی جاتی تھیں اوران میں آہورمزدا کے احترام میں آگ جلائی جاتی تھی۔ بعد میں ہر گھر میں آگ جلائی جانے لگی۔ اسے کبھی بجھنے نہیں دیا جاتا تھا۔ جیسے جیسے زمانہ گزرتا گیا، مذہبی پیشواؤں، پروہتوں وغیرہ نے بے شمار رسوم کو اس مذہب کا حصہ بنالیا اوراس طرح مذہب کی شکل بدل گئی۔

زرتُشتیوں کے عقائد اور تعلیمات کے تاریخی جائزے سے پتا چلتا ہے، کہ طویل عرصہ تک اس کے عقائد اور تعلیمات میں اضافے ہوتے رہے۔ جدید دَور کی تحقیقات میں اس زمانے کی تحریروں کو پڑھ لیا گیا ہے۔ اس کامیابی کے بعد پارسی علما نے بھی جدید تحقیق کی طرف توجہ دی ہے۔ اس تحقیق کے بعد ان کی مذہبی کتاب اوستا(Avista) کی گاتھاؤں کے نام سے منسوب تعلیمات کو تسلیم کرلیا گیا ہے۔

گاتھاؤں کے مطالعے سے اندازہ ہوتا ہے کہ زرتُشت کی تعلیمات میں خدائے واحد (اہورامزدا) کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ وہی حقیقی معبود، خالقِ کائنات اور مخلوق کا پالن ہار ہے۔ وہ ازلی اور ابدی ہے اور پورے اختیارات کا مالک اور علیم وبصیر ہے۔ خیر وشر کی کشمکش اس مذہب میں بڑی اہمیت رکھتی ہے اور یہ تعلیمات زرتُشتیت کا اہم جزو ہیں۔ وہ خیر کو پسند کرتا ہے اور شر کو ناپسند۔ یہ عقیدۂ ثنویت ہے۔ اس کے مطابق دو خدا ہیں ایک خیر کا، جسے اہورامزدا(Ahura Mazda) (یزداں) اور دوسرا شر یعنی بدی کا خدا ہے جسے اینگرومینو(Angra Mainyu) (اھرُمن) کہتے ہیں اور وہ حق سے برسرِ پیکار رہتا ہے۔ زرتُشت نے سات متبرک شخصیات کا بھی ذکر کیا ہے جو اہورامزدا اور کائنات میں واسطے کا کام کرتی ہیں۔

زرتُشت مذہب کے مطابق انسان اپنے ارادے میں آزاد ہے۔ وہ خیر کے ساتھ رہے یا شر کے ساتھ، اُسے آزادی حاصل ہے۔ زرتُشت کے مطابق یہ دُنیا دارالعمل ہے اور یہاں کے اعمال کا جواب مرنے کے بعد دینا ہوگا، اچھے اعمال کا اجر جنت اور بُرے اعمال کی سزا دوزخ ہے۔ زرتُشت نے ایک مقررہ وقت پر قیامت کے آنے کا تصوّر بھی دیا ہے۔ ان کے مطابق قیامت کے قریب ایک نجات دہندہ آئے گا، جس کی سرکردگی میں خیر کو شر پر فتح حاصل ہوگی اور دُنیا کا خاتمہ ہو جائے گا۔ بعدازاں حشر کا میدان لگے گا، اور تمام مُردے زندہ کردیے جائیں گے اور جنّت و دوزخ کے فیصلے ہوں گے۔ زرتُشت کے مطابق بُرے اعمال کی سزا دوزخ ہے مگر ہمیشہ کے لیے نہیں۔ بُرے اعمال کی سزا پوری کرکے انسان جنت میں جائیں گے۔

زرتُشت عقیدے کے مطابق انسان چاروں طرف سے اندھیروں میں گھرا ہوا ہے، اِس لیے اینگرومینو سے بچنے کے لیے اہورامزدا کی عبادت ضروری ہے۔ زرتُشت میں عبادت سادہ ہے۔ اس میں کوئی پیچیدگی نہیں۔ وہ آگ کی پرستش کرتے ہیں۔ عبادت گاہ یعنی آتش کدے میں آگ روشن کرتے ہیں اوراس کے سامنے مقدّس کلام پڑھتے رہتے ہیں اور مذہبی گیت گاتے ہیں۔ ان کے عقیدے کے مطابق اس سے خبیث روحوں کا زور ختم ہوتا ہے۔ وہ آگ، پانی اور ہوا وغیرہ کو یزدانی قوت کا مظہر تصور کرتے ہیں۔ ان میں سے صرف آگ ہی کو پابند کیا جاسکتا ہے، اس لیے وہ آگ کو نورانی وصف کی وجہ سے لائقِ تعظیم جانتے ہیں۔ یہ انسان کو انجام کا احساس دلاتی رہتی ہے یعنی آخر کار ہر ایک انسان کو مٹی یا راکھ بن جانا ہے۔ دراصل آگ کی پرستش قدیم آریا روایت کا حصّہ ہے اور اسے زرتُشت مذہب میں مرکزی حیثیت

حاصل ہے۔ ایران کے آثارِ قدیمہ میں کئی آتش کدے ملتے ہیں۔ ان میں آگ روشن کرنے کے کئی ایک آداب مقرر ہوتے تھے۔ یہ آگ پانچ وقت روشن کی جاتی تھی۔ تہواروں میں اس کی شان میں اضافہ ہوجاتا تھا۔

زرتشت مذہب میں پیدائش اور موت کی رسوم موجود ہیں۔ ان کے ہاں بچے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ نوجوتے کی رسم ادا کی جاتی ہے۔ البتہ موت کے بارے میں ان کے عقائد کے مطابق رسوم ادا کی جاتی ہیں۔ وہ ہوا، مٹی، پانی اور آگ کو متبرک سمجھتے ہیں۔ وہ لاش کو احتیاط سے درختوں کی مچان بنا کر اس پر رکھتے تھے، یا اس مقصد کے لیے مینار بھی بناتے تھے اور لاش وہاں رکھ دیتے تھے جہاں پرندے اُسے کھا لیتے تھے۔ ان کا نظریہ تھا کہ مرنے کے بعد بھی ان کا جسم بھوکے پرندوں کی غذا کے لیے کام آسکتا ہے۔ لیکن اب سہولیات نہ ہونے کے سبب جہاں مینار نہیں ہوتے، وہاں وہ اپنی لاشوں کو جلاتے یا دفن کر دیتے ہیں۔

پارسیوں کی مقدس کتابوں میں دساتیر اور آوستا شامل ہیں۔ دساتیر کو مزید دو حصّوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ خُرد (چھوٹا) دساتیر اور کلاں (برا) دساتیر۔ آوستا کو بھی مزید دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ خُرد (چھوٹا) آوستا اور کلاں (بڑا) آوستا جسے زند یا ماہا زند بھی کہا جاتا ہے۔ پارسیوں کے مذہبی صحیفے دو زبانوں میں پائے جاتے ہیں۔ پہلوی (پہلوی دستاویز موجودہ فارسی دستاویز سے مشابہت رکھتی ہے) اور ژندی۔ ان دو زبانوں کے علاوہ کچھ مذہبی مواد ایسی تحریری شکل میں پایا جاتا ہے، جسے پڑھا نہیں جاسکتا۔ کچھ زرتشتی دساتیر کو زیادہ مستند سمجھتے ہیں جبکہ دوسرے آوستا کو زیادہ مستند سمجھتے ہیں۔

زرتشتی نوجوتے تقریب (زرتشت مذہب میں شامل ہونے کی رسم):

زرتشت مذہب میں شامل ہونے کی رسم کو کہتے ہیں۔ جب کوئی بچہ ایک خاص عمر کو پہنچتا ہے تو ایک تقریب منعقد کی جاتی ہے جس میں چند کلام پڑھے جاتے ہیں اور بچے کو پارسی بنایا جاتا ہے اور اُس کی مذہبی تعلیم شروع ہوتی ہے۔

نُوروز:(Nauroz)

نُوروز

''نُوروز'' زَرتُشت مذہب میں بہت اہمیت کا حامل تہوار ہے۔ اس کی جڑیں اس مذہب میں بہت گہری ہیں۔ دنیا کی تمام قوموں اور مذاہب نے ان کے ماننے والوں کو مختلف تہواروں سے متعارف کروایا ہے، جنھیں وہ بہت جوش وخروش سے مناتے ہیں۔ اسی طرح کے تہواروں میں ایک تہوار ''نوروز'' بھی ہے ''نُوروز'' فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنیٰ ''نیا دن'' کے ہیں۔ نُوروز ایرانی تہوار ہے، زرتشت مذہب کے مطابق ہر سال 21 مارچ کو انتہائی جوش وجذبے سے منایا جاتا ہے یہ تہوار موسمِ بہار کو خوش آمدید کہنے کے لیے منایا جاتا ہے۔ اِس کے علاوہ یہ ایرانی اور زرتشتی سال کا پہلا دِن ہے۔

اس تہوار کی تیاری کیلئے لوگ نئے نئے کپڑے خریدتے ہیں۔ لوگ ایک دوسرے کو مشہور پھول جن میں ''ہائے سنتھ'' اور ''گل لالہ'' بھیجتے ہیں۔ ''نُوروز'' کے پہلے دن خاندان کے لوگ میز کے اردگرد اکٹھے ہوتے ہیں، جس کے پر ''ہفت سین'' (نُوروز کا کھانا) ہوتا ہے۔ اس موقع پر لوگ ایک دوسرے کو تحفے بھی پیش کرتے ہیں۔

ہفت سین ''نُوروز'' کا ایک بڑا روایتی دسترخوان ہے۔ اس کے بارے میں لوگوں کا خیال ہے کہ یہ دسترخوان زندگی، صحت، دولت کی فراوانی، محبت اور صبر و خلوص کو ظاہر کرتا ہے۔ اس میں سات مخصوص اشیا شامل ہوتی ہیں جو صرف ''س'' یعنی ''S'' کے حرف سے شروع ہوتی ہیں۔

''ہفت سین'' بہت سے ارتقائی ادوار سے گزرتا رہا ہے لیکن اس کے باوجود اس کی علامت برقرار ہے اور ہر خاندان اپنی پوری کوشش کرتا ہے کہ دسترخوان کو خوبصورت انداز میں سجائے۔ کیوں کہ یہ دسترخوان ان کے لیے روحانی اہمیت کا حامل ہے۔ ساتھ ساتھ یہ دسترخوان ان کے اچھے ذوق کی بھی عکاسی کرتا ہے۔ ''نوروز'' کی چھٹیوں کے دوران لوگ اپنے خاندان کے بزرگوں، دوستوں اور پڑوسیوں کو ملنے جاتے ہیں۔ تمام لوگ نئے نئے کپڑوں میں ملبوس ہوتے ہیں، چھوٹے بڑوں کو ملنے میں پہل کرتے ہیں اور بعد میں بزرگ چھوٹوں کو ملنے بھی چلے آتے ہیں۔ تیرھویں دن خاندان کے افراد گھر سے نکل کر پکنک کے لیے جاتے ہیں۔ کچھ لوگوں کا ''نوروز'' کے بارے میں یہ اعتقاد ہے کہ ایک شخص جو کچھ ''نُوروز'' پر کرے گا اس کا اثر پورا سال جاری رہے گا۔ مجموعی طور پر جشنِ نوروز ایک ایسا تہوار ہے جو مذہبی اور معاشرتی اعتبار سے لوگوں کی زندگیوں پر گہرے اثرات مرتب کرتا ہے۔

☆☆☆☆

مشق

(الف) مفصّل جوابات لکھیں۔

1۔ زرتُشت کی زندگی کے بارے میں نوٹ لکھیں۔

2۔ زرتُشت مذہب کے عروج وزوال کے بارے میں تفصیلاً لکھیں۔

3۔ زرتُشتی عقائد تفصیل سے بیان کریں۔

4۔ زرتشت کی تبلیغ اور تعلیمات کو تفصیل سے بیان کریں۔

5۔ مختصر نوٹ لکھیں۔

i۔ اوستا　　　ii۔ زرتُشت مذہب میں موت کی رسمیں　　　iii۔ نُوروز

(ب) مختصر جوابات لکھیں۔

1۔ زرتُشت کب پیدا ہوئے تھے؟

2۔ زرتُشت کو صحراؤں اور پہاڑوں میں کیا چیز لے گئی؟

3۔ زرتُشت کے دَور میں ایران میں کس چیز کو عروج حاصل تھا؟

4۔ زرتُشت مذہب کی مذہبی کتاب کا کیا نام ہے؟

5۔ نُوروز کیوں اور کیسے منایا جاتا ہے؟

(ج) دُرست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

1۔ زرتُشت کا خدائے واحد سے تعلق ـــــــــــــــــــــــ سال کی عمر میں ہوا۔

(ا) 20　　(ب) 30　　(ج) 40　　(د) 50

2۔ زرتُشت نے مشرقی ایران میں ـــــــــــــــــــــــ سال تک اپنے مذہب کی تبلیغ کی۔

(ا) 30　　(ب) 33　　(ج) 37　　(د) 40

3۔ پارسیوں کی مذہبی کتاب اوستا میں ـــــــــــــــــــــــ کو مرکزی حیثیت حاصل ہے۔

(ا) اہورامزدا　　(ب) اینگرومینو　　(ج) خیروشر کی کشمکش　　(د) سات متبرک شخصیات

4۔ یزدانی قوتوں میں سے آگ کی پرستش اس لیے کی جاتی ہے کیوں کہ ـــــــــــــــــــــــ ہے۔

(ا) ہوا کی روک مشکل　　(ب) پانی کو روکنا مشکل

(ج) آگ کو پابند کیا جاسکتا　　(د) ا، ب، ج

5- زرتُشتی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو یزدانی قوت کا نمونہ تصور کرتے ہیں۔

(ا) آگ　　(ب) درخت　　(ج) اناج　　(د) ا،ب،ج

6- سکندرِ اعظم نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔نذرِ آتش کردیا۔

(ا) شاہی محل　　(ب) شاہی لائبریری　　(ج) شاہی باغ　　(د) ا،ب،ج

(د) درست جملے کے سامنے ''ص'' اور غلط جملے کے سامنے ''غ'' لکھیں۔

1- زرتشت سے پہلے ایران میں بے شمار دیوی دیوتا تھے۔

2- زرتشت ایران میں پیدا ہوئے۔

3- زرتشت مذہب میں دو اہم خدا ہیں۔

4- زرتشت نے استاد حکیم بزاکرزا سے تعلیم حاصل کی۔

5- زرتشت کی تعلیم میں توحید کا تصوّر اہم تھا۔

6- زرتُشتی جنت دوزخ کے قائل نہیں ہیں۔

7- زرتشت مذہب کے مطابق انسان غلام ہے۔

8- نوروز کے کھانے میں سات اشیا اہم ہیں۔

(ہ) کالم (الف) کو کالم (ب) سے ملائیں اور جواب کالم (ج) میں لکھیں۔

کالم (الف)	کالم (ب)	کالم (ج)
آگ کی پرستش	سرکاری مذہب	
اہوارمنزدا	مچان	
اینگرومینو	شر	
ساسانی دورِ حکومت	قدیم آریا روایت	
لاش	خیر	

(و) طلبہ کے لیے سرگرمیاں:

1- لائبریری یا انٹرنیٹ سے زرتشت عبادت گاہ کی تصویریں حاصل کریں اور مختلف تصویروں کا چارٹ تیار کریں۔

2- زرتُشتیوں کے عقائد کی فہرست تیار کریں۔

(ز) اساتذہ کے لیے ہدایات:

1- تختۂ تحریر پر عہدِ زرتُشت لکھیں۔

2- نقشے میں ان علاقوں اور ملکوں کی نشان دہی کریں جہاں کسی زمانے میں زرتُشتیوں کا زور رہا۔

3- زرتُشت کے عقیدے خیر و شر کی کشمکش کے حوالے سے طلبہ کو بتائیں کہ یہ ہر مذہب اور ہر دَور میں انسانوں میں جاری ہے البتہ مختلف مذاہب میں نام مختلف ہیں۔

سِکھ مذہب

گورونانک صاحب جی کے حالاتِ زندگی:

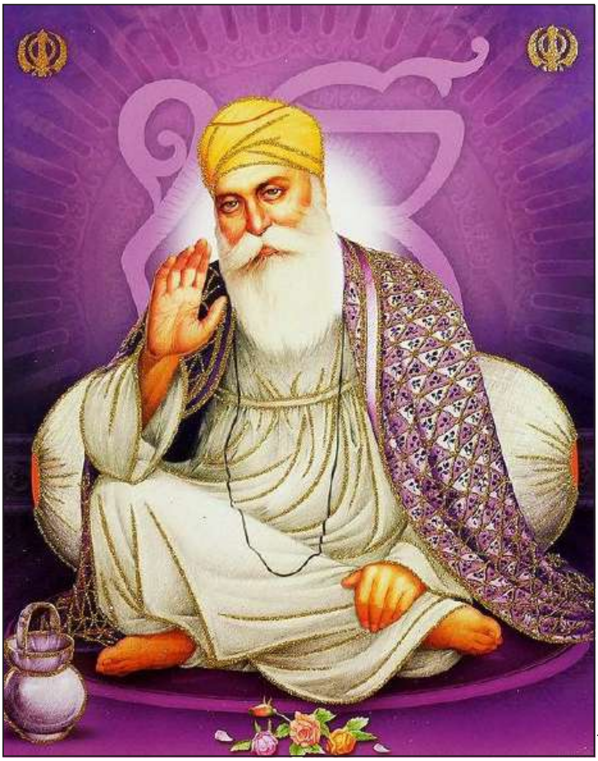

گورونانک صاحب جی کی پیدائش 15 اپریل 1469ء کو وسطیٰ پنجاب میں لاہور سے تقریباً 50 میل جنوب مغرب میں واقع ایک گاؤں تلونڈی (موجودہ ضلع ننکانہ صاحب) میں ہوئی تھی۔ خاندان کے اعتبار سے وہ بیدی کھتری تھے اور ان کے والد کلیان چند عرف کالو جو اپنے زمانے کے لحاظ سے تعلیم یافتہ تھے مقامی مسلم زمیندار (رائے بلار) کی سرکار میں منیم (مُنشی) کے عہدے پر مامور تھے۔

سکھ روایت میں گورونانک صاحب جی کی پیدائش کے وقت سے لے کر بچپن، لڑکپن، جوانی اور بعد میں ان کے بحیثیت روحانی راہنما کے سبھی ادوار میں ایسے قصے اور واقعات موجود ہیں جو ان کے براہِ راست روحانی شخصیت ہونے اور لوگوں میں ان کے غیر معمولی مقام پر فائز ہونے پر دلالت کرتے ہیں۔

گورونانک صاحب جی کی روایتی سوانح عمریوں سے جو سکھ روایت میں ''جنم ساکھیوں'' کے نام سے معنون ہیں گورونانک صاحب جی نے اوائل عمر میں نا صرف سنسکرت اور ہندو مذہب کی مقدس کتابوں کا علم حاصل کیا تھا بلکہ اس وقت کے عام دستور کے مطابق گاؤں کی مسجد مکتب سکول میں عربی اور فارسی کی تعلیم بھی حاصل کی تھی۔ ان روایات سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ عمر بڑھنے کے ساتھ ساتھ گورونانک صاحب جی کا مذہبی رجحان روز بروز نمایاں ہوتا جا رہا تھا۔ جو ان کے والد مہتہ کالو جی کے لیے سخت تشویش کا باعث تھا۔ مہتہ کالو جی اپنے اکلوتے صاحبزادے نانک (ان کی ایک بہن بھی تھی جس کا نام بی بی نانکی تھا) کے مذہبی استغراق کو دیکھتے ہوئے ان کے دنیوی مستقبل کے بارے میں بہت پریشان تھے۔ یہاں ہم مختصراً محض ایک واقعہ کا ذکر کرتے ہیں جو گورونانک صاحب جی کی افتادِ طبع پر بخوبی روشنی ڈالتا ہے۔

مختلف طور طریقوں کے ناکام ہو جانے پر مہتہ کالو جی نے اپنے صاحبزادے کو ایک معقول رقم دے کر گاؤں کے ایک آدمی کے ساتھ کر دیا تاکہ گورونانک صاحب جی قریب ترین بازار سے تجارت کے لیے سامان خریدیں اور آزادانہ طور پر اپنے کاروبار کی ابتدا کریں۔ گورونانک صاحب جی جو اس وقت عنفوانِ شباب کی سرحدوں میں قدم رکھ رہے تھے اور اپنی روحانی طلب میں سرگرداں رہتے تھے اس موقع پر انکار نہ کر سکے اور تجارت کی رقم لے کر ''نفع بخش سودا'' کرنے کی غرض سے بازار کے لیے روانہ ہو گئے۔ راستہ کے جنگل میں ان کی مڈبھیڑ سادھوؤں کی ایک جماعت سے ہوئی جو کئی دنوں سے فاقہ کشی میں مبتلا تھے۔ ان سے دریافت حال کے بعد گورونانک

صاحب جی بازار پہنچے اور سامانِ تجارت کی بجائے تمام پونجی سے ان سادھوؤں کے لیے کھانے پینے کا سامان خریدا۔ بازار سے لوٹ کر ان سادھوؤں کو کھانا کھلانے کے بعد اپنے نزدیک ''نفع بخش سودا'' کر کے گورونانک صاحب جی گاؤں واپس ہوئے اور مہتہ کلیان داس سے بچنے کے لیے تنبو نما جھاڑیوں میں آرام کیا۔ جس کو آج سِکھ گوردوارہ تنبو صاحب کہتے ہیں۔

ایک آخری تدبیر:

ایک آخری تدبیر کے طور پر گورونانک صاحب کے والد نے ان کو ان کے بہنوئی جے رام کے پاس سلطان پور شہر بھیج دیا جہاں جے رام نواب دولت خاں لودھی کی سرکار میں ملازم تھے۔ اپنی ابتدائی تعلیم کی بنیاد پر گورونانک صاحب جی کو بھی نواب کی انتظامیہ میں جگہ مل گئی اور ان کو سرکاری گودام کا نگران مقرر کر دیا گیا۔ اس وقت گورونانک صاحب جی کی عمر 18، 19 سال سے زیادہ نہیں تھی مگر یہ ان کی ذاتی قابلیت، خاندانی شرافت اور نواب کے دربار میں جے رام کے رسوخ کا نتیجہ تھا کہ گورونانک صاحب جی کو اس قدر ذمہ دار عہدہ پر مقرر کیا گیا۔ اس طرح کچھ عرصے کے لیے گورونانک صاحب جی نے دنیاوی ذمہ داریوں کو سنبھالنے کا بیڑا اٹھالیا۔ سلطان پور کے دوران قیام میں ان کی بہن نانکی دیوی اور بہنوئی کی کوششوں سے گورونانک صاحب جی کی شادی بٹالہ کے ایک کھتری خاندان میں بی بی سلکھنی نامی خاتون سے ہوگئی جس سے ان کے دو صاحبزادے بابا سری چند اور بابا سری لکشمی داس پیدا ہوئے۔ ان میں سے دوسرے صاحبزادے کی اولاد اب بھی پنجاب کے مختلف علاقوں میں آباد ہے۔ سلطان پور میں ملازمت کے دوران جس کی مدت آٹھ یا نو سال سے زیادہ نہیں تھی گورونانک صاحب جی نے اپنے روحانی ذوق کی تسکین کا سامان کر رکھا تھا۔ اس دُور کے ماحول میں بھکتی تحریک کے رجحانات کے زیرِ اثر گورونانک صاحب جی نے بھی اپنے طور پر ایک خدائے واحد کی پرستش اختیار کر رکھی تھی۔ چونکہ وہ خود بہت حساس طبیعت کے مالک تھے اور شعر کہنے پر قدرت رکھتے تھے اس لیے وہ اپنی روحانی کیفیت کے دوران خدائے واحد کی حمد وثنا اور عشقِ حقیقی میں ڈوبے ہوئے اشعار مرتب کرتے رہتے تھے۔ ان کا معمول تھا کہ وہ صبح سویرے اُٹھ کر اپنے بچپن کے ساتھی مردانہ کے ساتھ جو رباب بہت اچھا بجاتے تھے۔ شہر کے پاس ویں ندی کے کنارے پہنچ جاتے تھے۔ ندی کے ٹھنڈے پانی میں غسل کرنے کے بعد گورونانک صاحب جی وہیں ندی کے کنارے بیٹھ جاتے اور دن چڑھے تک خدا تعالیٰ کی حمد وثنا کرتے اور اپنے اشعار کیرتن کی شکل پڑھتے رہتے تھے۔ جبکہ مردانہ اپنے رباب کی موسیقی سے ان کا ساتھ دیتے تھے۔ اس طرح شام کو بھی روزمرہ کے معمولات سے فراغت پا کر رات گئے ذِکر الٰہی کی محفل جمتی تھی۔ ان محفلوں میں اکثر کچھ دوسرے عقیدت مند بھی شامل ہوجاتے تھے۔ ایک مدت تک گورونانک صاحب جی کے شب وروز اس طور پر گزرتے رہے۔ یہاں تک کہ اُن کی زندگی میں ایسا اہم واقعہ پیش آیا جس سے منسلک تجربات نے ان کی زندگی کا رُخ بدل دیا۔

گورونانک صاحب جی کی زندگی میں انقلاب:

دنیا کے تقریباً سبھی مذہبی راہنما مذاہب کے بانیوں کی زندگی میں کوئی نہ کوئی ایسا واقعہ ضرور پیش آتا ہے۔ جس کے روحانی اثرات کی بنا پر صاحبِ واقعہ کی زندگی دو حصے میں بٹ جاتی ہے۔ ایک اس واقعہ سے پہلے کی زندگی اور ایک اس واقعہ کے بعد زندگی ہوتی ہے۔ پھر ایسے تمام واقعات کا یہ بھی خاصہ ہے کہ اس شخصیت کی اس واقعہ کے بعد کی پوری زندگی اسی مرکزی واقعہ کے اثرات کے تابع رہتی ہے۔

اِسی طرح ایک دن صبح کو جب گورونانک صاحب جی اپنے معمول کے مطابق ویں ندی میں نہانے کے لیے اترے تو وہ غوطہ

لگانے کے بعد باہر نہیں نکلے ان کے کپڑے ندی کے کنارے ہی تھے۔ کچھ دیر انتظار کے بعد تمام لوگوں کو یقین ہو گیا کہ وہ ندی میں ڈوب گئے ہیں، نواب دولت خان جو گورونا نک صاحب جی کو بہت عزیز رکھتے تھے۔ اس نے بے شمار غوطہ خوروں اور جال ڈالنے والے کے ذریعے سے انتہائی کوشش کی کہ نعش ہی مِل جائے مگر گورونا نک صاحب جی کا کچھ پتا نہ چلا۔ ندی میں غائب ہونے کے تین دن بعد گورونا نک صاحب جی دوبارہ زندہ ظاہر ہو گئے۔ لوگوں کی انتہائی حیرت اور سوالوں کا جواب انھوں نے مکمل خاموشی سے دیا اگلے روز جب انھوں نے زبان کھولی تو پہلا کلمہ زبان سے یہی نکلا ''نا کوئی ہندؤ نا کوئی مسلمان''۔ سکھ روایت کے بموجب اس دوران گورونا نک صاحب جی خدا کے حضور میں تھے۔ جہاں انھیں براہِ راست خدا تعالیٰ کی طرف سے عشقِ الٰہی کا جام عطا ہوا اور ذکرِ الٰہی کی اشاعت کی ذمہ داری سونپی گئی۔

اس واقعہ کے بعد گورونا نک صاحب جی کی زندگی میں ایک بنیادی انقلاب آ گیا، تمام ذمہ داریوں اور لوگوں سے قطع تعلق کر کے وہ جنگل میں گوشہ نشین ہو گئے اور یادِ الٰہی میں ہمہ تن مشغول رہنے لگے۔ کچھ عرصہ بعد انھوں نے شہر کا رُخ کیا مگر یہ محض عزیزوں اور دوستوں سے رخصت لینے کے لیے تھا۔ جس کے بعد ان کا ارادہ تمام عالم میں گھوم پھر کر ذکرِ الٰہی کو عام کرنے کا تھا۔ تا کہ جو منصب ان کو باری تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوا تھا اس سے عہدہ برآ ہو سکیں۔

گورونا نک صاحب جی کی اُداسیاں (مقدّس مذہبی اسفار):

گورونا نک صاحب جی کی مذہبی سیاحت کا (اُداسیاں) سلسلۂ تین مختصر وقفوں کے ساتھ پچیس سال پر محیط ہے۔ پہلی اُداسی 1497ء سے شروع ہو کر 1521ء تک جاری رہی۔ یہ سفر 12 سال تک جاری رہا وہ مشرقی ہندوستان میں بنگال اور آسام اور واپسی میں اڑیسہ اور وسط ہند سے ہوتے ہوئے راجستھان کے تمام مشہور ہندو مذہبی مقامات پر گئے اور اپنے مسلک کی تبلیغ کی۔ اس سفر سے 1509ء میں واپسی پر انھوں نے کچھ عرصے کے لیے اعزا و اقربا کے ساتھ قیام کیا اور پھر 1510ء کے قریب دوسرے سفر پر جنوب کی طرف روانہ ہو گئے۔ روایتی سوانح عمریوں کے اعتبار سے اس سفر میں وہ سری لنکا تک گئے جہاں ان کے قیام کا ذکر اب تک محفوظ ہے۔ اس سفر سے وہ 1515ء میں واپس لوٹے۔ گورونا نک صاحب جی کا تیسرا نسبتاً مختصر سفر شمال کی طرف تھا جو انھیں کوہ ہمالیہ کے پہاڑی ریاستوں اور کشمیر سے ہوتے ہوئے تبت تک لے گیا۔ شمال کا یہ سفر جو غالباً 1515ء میں ہی کسی وقت شروع ہوا اور 1517ء تک جاری رہا۔ اس کے فوراً بعد ہی وطن میں ایک مختصر سے قیام کے بعد گورونا نک صاحب جی اپنے چوتھے اور آخری سفر پر روانہ ہو گئے۔ اس سفر میں گورونا نک صاحب جی کو سعودی عرب، عراق، ایران، وسط ایشیا تک گئے۔ اُنھوں نے ایک حاجی اور مسلم فقیر جیسا انداز اختیار کر رکھا تھا۔ ان ممالک کی سیر و سیاحت اور مختلف مقامات پر اپنے مخصوص انداز میں تبلیغ و تلقین کرتے ہوئے گورونا نک صاحب جی 1521ء میں واپس پنجاب پہنچے۔

کرتار پور میں سکونت:

گورونا نک صاحب جی کے دوسرے سفر سے واپسی پر ان کے ایک عقیدت مند اجیتا رندھاوا اور کچھ دوسرے کسانوں نے ان کے سسرال سے قریب ہی ایک قطعہ اُراضی ان کی نذر کیا تھا جہاں گورونا نک صاحب جی نے ایک گاؤں کی بنیاد ڈالی۔ اپنے چوتھے سفر سے واپس آ کر گورونا نک صاحب جی نے مستقل قیام کرنے کا فیصلہ کر لیا اور اپنے آباد کیے ہوئے گاؤں میں جس کا نام انھوں نے ''کرتار پور'' رکھا تھا اپنی مستقل رہائش گاہ بنا کر بس گئے اور اپنے اہل و عیال اور والدین کو بھی انھوں نے وہیں کرتار پور میں بلوا لیا۔ یہاں پہنچنے کے سال بعد

ہی ان کے والدین کا یکے بعد دیگرے مختصر وقفے سے انتقال ہو گیا۔ اپنی گزر بسر کے لیے گورو نانک صاحب جی نے کھیتی باڑی کا پیشہ اختیار کرلیا اور اپنی محنت کی حلال کمائی کی تلقین کے ساتھ ساتھ انھوں نے عملی طور پر اس کا نمونہ بھی پیش کرنا شروع کر دیا۔

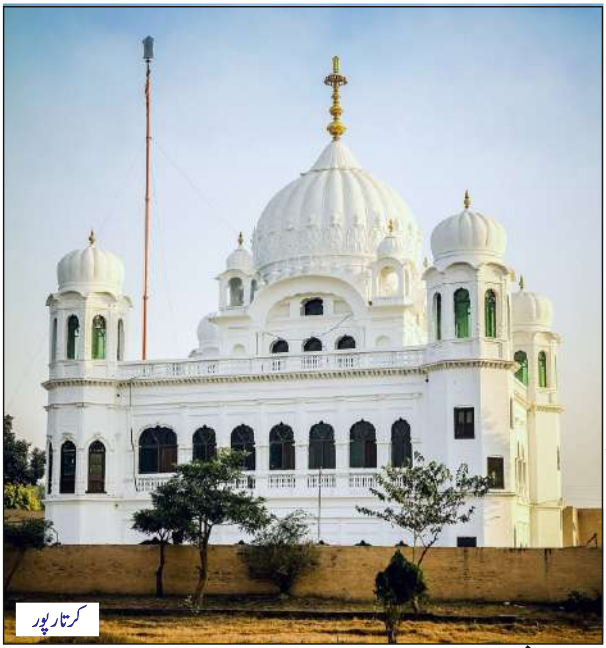

اپنی عمر کے آخری اٹھارہ برسوں میں گورو نانک صاحب جی کا ایک فقیر اور درویش کا چولا اتار کر بحیثیت ایک گرہست کے کرتارپور میں قیام کیا۔ ان کی عمر کے اس آخری دور میں جب کہ ان کی شہرت بحیثیت ایک بزرگ روحانی شخصیت کے دور دور تک پہنچ چکی تھی۔ کرتارپور میں ان کا ڈیرہ ایک روحانی مرکز کی حیثیت اختیار کرتا جا رہا تھا۔ دور و نزدیک سے ان کے معتقدین کرتارپور میں ان کی زیارت اور روحانی تعلیمات سے فیض یاب ہونے کے لیے کھینچے چلے آتے تھے۔ روزانہ صبح شام ''کیرتن'' (سماع) کی محفل ہوتی تھی جس میں گورو نانک صاحب جی کا پُر اثر کلام پڑھا جاتا تھا جو اپنے عشقِ حقیقی کے جذبات اور بلند اخلاقی تعلیمات سے عوام کے دل و دماغ کو مسخر کر لیتا تھا۔ کھانے کے اوقات میں تمام حاضرین مع اہلِ خانہ ایک اجتماعی لنگر میں بلا تفریق ذات پات اور بلا امتیاز مذہب و ملت اکٹھے بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے۔ نئے آنے والے اور پرانے معتقدین یا امیر غریب میں کوئی امتیاز نہیں برتا جاتا تھا۔ سب کے ساتھ یکساں سلوک ہوتا تھا۔ دن کا وقت کھیتوں میں محنت کرنے میں گزر جاتا تھا۔ جس سے ایمانداری کی روزی کمانے کا سبق تمام معتقدین کے دل میں نقش ہو گیا تھا۔

گورونانک صاحب جی کی روحانی حیثیت:

گورو نانک صاحب جی نے اپنی زندگی میں دانستہ کسی مذہبی جماعت کی تنظیم کی کوشش نہیں کی وہ تو عشق الٰہی کے نشہ میں چور روحانی شخصیت تھے، جنھوں نے اپنی طلب و جستجو کے نتیجہ میں خدائے واحد کو پا لیا تھا اور جیسا کہ ان کے کلام سے ظاہر ہے وہ تمام عمر اسی کی حمد و ثنا اور محبتِ الٰہی کے سفر میں معاون نیکیوں اور خوبیوں کے گن گاتے رہے یہ اور بات ہے کہ ان کے اعلیٰ روحانی مقام اور اخلاق سے متاثر ہو کر ان کے گرد عقیدت مندوں کا ایک وسیع حلقہ قائم ہو گیا تھا۔ ایک چیز جس نے گورو نانک صاحب جی کے سلسلے کو قائم رکھا اور بعد میں سکھوں کی بحیثیت ایک مذہبی جماعت کے ارتقا میں معاون ثابت ہوئی وہ گورو نانک صاحب جی کا اپنی روحانی تعلیم کے تسلسل کو باقی رکھنے کے لیے اپنی زندگی میں ہی ایک جانشین کا انتخاب کرنا تھا۔ اگر گورو نانک صاحب جی یہ انتظام نہ کرتے کہ ان کے اس دنیا سے رخصت ہو جانے کے بعد ان کے معتقدین کی راہنمائی کے لیے ایک مرکزی شخصیت موجود رہے تو گمان غالب تھا کہ دیگر روحانی شخصیتوں کی طرح یہ اثرات کی زندگی ہی تک محدود رہتے لیکن اپنی زندگی کے آخری ایام میں گورو نانک صاحب جی نے متعدد آزمائشوں کے بعد اپنے ایک مرید لہنا جی کو ''فنا فی

الشیخ'' کے اعلاترین مقام پر فائز پا کر انگد (اپنی ذات کا جزو) کا خطاب دیا اور اس کو گورو کے منصب سے نوازا۔ سکھ عقیدے کے مطابق گورونانک صاحب جی نے اس ''نور'' کو جوان کے اندر جلوہ گر تھا، گورو انگد جی کے اندر منتقل کر دیا اور اس کو گورو کے مقام پر بٹھا کر خود مرید کی حیثیت سے نذرانہ پیش کیا۔ گورو انگد جی کو اپنا جانشین مقرر کرنے کے کوئی بیس دن کے بعد 22 ستمبر 1539ء کو گورونانک صاحب جی اس دارِفانی سے جوتی جوتے سما گئے۔

گورونانک صاحب جی کی تعلیمات (بانی):

ان کی تعلیمات میں اہم ترین تعلیم اخوت ومساوات کی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ کوئی نہ ہندو ہے اور نہ مسلمان، سب بھائی بھائی ہیں، اور ہندو دھرم اور اسلام دونوں افراط اور تفریط سے پاک نہیں ہیں۔ اُنھوں نے انسان اور بت پرستی کی شدید مذمت کی۔ گورونانک صاحب جی کا تصورِ خدا واحد تھا کہ وہ شخصیت کا مالک نہیں ہے وہ صرف صفات کا مالک ہے، وہ اکیلا ہے نا قابلِ تقسیم اور نا قابل فہم ہے۔ زمان ومکان سے آزاد لیکن ہر شے میں سمایا ہوا ہے۔

گورونانک صاحب جی نے ذاتِ باری تعالیٰ کی عظمت اور اس کی تمام صفات کے متعلق جو کچھ کہا ہے کوئی مسلمان اس سے زیادہ نہیں کہہ سکتا۔ وہ ذات پات کے سخت دشمن تھے۔ اس کے نزدیک خدا تعالیٰ کے تمام بندے یکساں ہیں۔ اوہام پرستی، ضعیف الاعتقادی اور رسوم پرستی اس کے نزدیک بالکل لایعنی چیزیں ہیں اور گنگا کے پانی کو پوتر جاننا اور چار دید اور اٹھارہ پران اٹھائے پھرنا بالکل بیکار ہے جب تک معرفتِ اِلٰہی حاصل نہ ہو جائے۔

زندگی بھر گورونانک صاحب جی نیکی کی دعوت دیتے رہے۔ بدی سے احتراز کا وعظ کرتے رہے۔ ریاکاری، خود غرضی، دنیاداری اور جُھوٹ کے خلاف آواز بلند کرتے رہے۔ اُنھوں نے یہ بھی کہا کہ تمام انسانوں کو خدا تعالیٰ کے دربار میں حساب دینا ہوگا اور عملِ نیک کے سوا کسی چیز سے نجات ممکن نہیں ہوگی۔ یعنی گورونانک صاحب جی کے نزدیک جزا وسزا کی شکل بھی وہی ہے جو اسلام کی تعلیم ہے۔ گورونانک صاحب جی نے اپنے کلام میں اکثر مقامات پر رسول اللہ خَاتَمُ النَّبِيِّنَ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ وَسَلَّمَ کی مدح وثنا کی ہے اور قرآن کو چشمہ ہدایت بتایا ہے۔ اِن کو اسلام کے کسی عقیدے سے بھی اختلاف نہیں۔ صوفیہ واولیا کی صحبت نے ان کو تصوف کا پیکر بنا دیا تھا اور اسی تصوف کے سایہ شفقت میں وہ ہندوؤں اور مسلمانوں کو بھائی بھائی بن کر رہنے کی تلقین کرتے ہیں۔

1۔ کیرت کمائی (رزقِ حلال):

گورونانک صاحب جی کے نزدیک عشقِ الٰہی کے حصول میں جو چیزیں معاون ہوتی ہیں ان میں سادھوسنگت، نیک صحبت، سیوا، خدمتِ خلق، ایمانداری کی روزی کمانا اور دوسروں کو اس میں شریک کرنا نیز انکسار اور مخلوق سے محبت اور ہمدردی جیسی صفات شامل ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ بھی ذہن میں رہنا چاہیے کہ گورونانک صاحب جی رہبانیت کے سخت مخالف تھے۔ ان کے نزدیک اسی سماج میں رہتے ہوئے اور گھربار والی زندگی گزار کر خدا کو یاد رکھنا ہی کمالِ زندگی ہے اور اس کی انھوں نے تعلیم دینے کے ساتھ اپنی زندگی سے نمونہ پیش کیا۔

2۔ سیوا:

سِکھ مذہب میں دوسروں کی مدد اور سیوا کرنا رزقِ حلال کمانے کے بعد دوسرا بنیادی نقطہ ہے۔ گورونانک صاحب جی نے اپنی

حیات اورتعلیمات میں اِس کا ذکر سب سے زیادہ کیا ہے۔گورونانک صاحب کے مل بانٹ کرکھانے کو اپنے فلسفے میں زیادہ ترجیح دی ہے انھوں نے اپنے ہر سِکھ کو حکم دیا ہے کہ اپنی کیرت کمائی (حلال روزی روٹی میں) اور اپنے کمائی کا دسواں حصہ (دسوندھ) کو لازمی غریب لوگوں میں تقسیم کرے۔ دسوندھ ہر سِکھ کا بنیادی فرض ہے جو سِکھ دسوندھ نہیں نکالتا وہ گورو جی کا مقروض ہے۔قرض اُتارنے کے بعد ہی نجات ملتی ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ کوئی پہلے قرض اُتار دے یا بعد میں۔ دسوندھ کے بارے میں ایک اور نقطہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ ضروری نہیں کہ گوردوارے کے گولک (چندہ باکس) میں ہی ڈالے۔ ہر سِکھ کی اپنی مرضی پر جہاں وہ سمجھتا ہے کہ یہاں غربت ہے وہاں وہ خرچ کرسکتا ہے۔

3۔ توحید اور عشقِ الٰہی:

سلطان پور میں گورونانک صاحب جی کو مرکزی روحانی تجربہ حاصل ہوا تھا۔اِن کا سب سے پہلا شعری اظہار مول منتر (بنیادی کلمہ) کی شکل میں ہوا جو گورو گرنتھ صاحب کے تمام کلام میں سب سے مقدّس سمجھا جاتا ہے۔اس میں گورونانک صاحب جی کا ذاتِ خداوندی کا تصور نہایت مختصر ایجاز کے ساتھ مگر جامع شکل میں موجود ہے۔ دوسرا اہم مسئلہ اس ذاتِ حق (ست نام) کے تیئں انسان کے رویے کا تھا۔اپنے مسلکِ عشق کے مطابق گورونانک صاحب جی نے کسی شریعت کی پابندی اور ظاہری قوانین کی اطاعت کے مقابلے میں تقدیرِ الٰہی پر راضی رہنے اور صوفیانہ اصطلاح میں اندرونی اعتبار سے ''موافقت'' پر زور دیا ہے۔

1۔ ایک اونکار (خدا ایک ہے۔)
2۔ ست نام (اس کا نام سچ ہے۔)
3۔ کرتا پرکھ (وہی فاعل مطلق ہے۔)
4۔ نربھو (وہ بے خوف ہے۔)
5۔ نرویر (اس کی کسی سے دشمنی نہیں ہے۔)
6۔ اکال مورت (وہ ازلی اور ابدی ہے۔)
7۔ اجونی (وہ بے شکل وصورت ہے۔)
8۔ سہ بھن (وہ قائم بالذات ہے۔)
9۔ گورو پرساد (خود اپنی رضا اور توفیق سے حاصل ہوتا ہے۔)

ان کی مراد ایک ذات واحد سے ہے جو سب کا پروردگار ہے، جو نہ کسی سے پیدا ہے اور نہ کوئی اس سے پیدا ہے، اور نہ ہی وہ کسی شکل وصورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ یہ آخری نکتہ جس کو مول منتر میں ''اجونی'' کے ذریعے سے ظاہر کیا گیا ہے اور جو گورونانک صاحب جی کے کلام میں مختلف شکلوں میں متعدد جگہوں پر موجود ہے۔

4۔ نفس کی پاکیزگی:

گورونانک صاحب جی نے نفسانی خرابیوں مثلاً، انانیت (تکبّر)، خواہشات (کام)، لالچ (لوبھ)، دنیا سے تعلق (موہ)، غصہ (کرودھ) وغیرہ کو بھی اپنے کلام کا موضوع بنایا ہے۔ان کے خیال میں اس طرح کی باطنی بیماریوں سے نجات پائے بغیر عشقِ الٰہی کے راستہ میں آگے بڑھنا مشکل ہے۔

5۔ ذکرِ الٰہی (سمرن):

گورونانک صاحب جی نے موانع سے انسان کو بچنے کی تاکید کی ہے اور دوسری طرف اپنے کلام میں مختلف انداز سے ان صفات

اورخوبیوں کوسراہا ہے اوران کی تلقین کی ہے جو عشق الٰہی کے حصول یا اس کی بار آوری میں معاون ثابت ہوتی ہیں۔اس سلسلے میں سب سے بنیادی چیز جوکہ سکھ مذہب کا طریقِ عبادت بھی کہی جاسکتی ہے، ''نام سمرن'' یا ذکرِالٰہی ہے۔ذاتِ الٰہی کے لیے گورونانک صاحب جی کی ایک عام اصطلاح ست نام (نامِ حق) کی ہے، یہاں نامِ حق سے مراد ذاتِ حق ہے۔اسی طرح گورونانک صاحب جی اور دوسرے سکھ گوروؤں کے کلام میں مختلف انداز سے نام کا استعمال ذاتِ الٰہی کے لیے عام ہے اگرچہ دوسری طرف اس کے معنی اسمِ الٰہی کے بھی ہیں۔گویا گورونانک صاحب جی اور سکھ روایت میں اسمِ الٰہی اور ذاتِ الٰہی ایک ہو گئے ہیں۔صبح نہار منہ اٹھ کر نہا دھو کر گوروگرنتھ صاحب میں سے منتخب کلام پڑھنا اوریکسو ہو کر کچھ دیر یادِ الٰہی میں غرق رہنا سکھ مذہب میں اہم ہے۔سکھ ''نام سمرن'' کے لیے ایک چھوٹی تسبیح کا استعمال بھی کرتے ہیں جس پر بار بار مختلف اسمائے دہرائے جاتے ہیں۔ بہرحال ''نام سمرن'' کا سب سے اہم اور مفید طریقہ ''کیرتن'' کی شکل ہے جہاں با جماعت گربانی گوروگرنتھ صاحب میں جمع شدہ کلام کا ورد ہوتا ہے۔

سِکھ مذہب کے گُوروصاحبان

گُورو سنسکرت زبان کا لفظ ہے جس کے معنی اندھیرے میں روشنی پھیلانے والے کے ہیں، گویا گُورو کسی فرد کے مَن سے جہالت کے اندھیرے دور کرتا ہے۔عشقِ الٰہی کے حصول اور خدا تک پہنچنے کے لیے ایک راہنما کی ضرورت ہوتی ہے۔ان کی راہنمائی اور تعلیم ہی خدا تک رسائی کا وسیلہ بنتی ہے اس لیے سِکھ مذہب میں گُورو کی ضرورت اور اہمیت پر بہت زور دیا گیا ہے۔سِکھ مذہب میں گُورونانک صاحب جی پہلے گُورو تھے۔گورونانک صاحب جی کی تعلیمات کا ایک اور جزو جس نے سکھ روایت کی نشوونما میں نمایاں کردار ادا کیا وہ ''گورو'' کا تصور ہے۔عرفانِ الٰہی کی متصوفانہ روایت میں یہ تصور گورونانک صاحب جی کے پہلے سے چلا آرہا تھا کہ عشقِ الٰہی کے حصول اور خدا تک پہنچنے کے لیے ایک پہنچے ہوئے پیرومرشد سے رابطہ ضروری ہے۔جس کی راہنمائی اور تعلیم خدا تک پہنچنے کا وسیلہ ثابت ہوگی۔گورونانک صاحب جی نے خود عرفانِ الٰہی اپنی جستجو وطلب اور اپنے عقیدے کے مطابق توفیقِ الٰہی کے فیض سے حاصل کیا تھا۔چناں چہ ان کے کلام میں خدا تعالیٰ کے لیے گردست گورو (سچا گورو) کی اصطلاح بہت عام ہے جس نے حقیقت تک ان کی راہنمائی کی۔بعد کے دوسرے سکھ گوروصاحبان کے کلام میں بھی گورو کی اصطلاح خدا تعالیٰ کے لیے اکثر استعمال ہوئی ہے۔کیونکہ بہرحال بغیر خدا کی رضا اور اس کے فضل کے کوئی اس تک نہیں پہنچ سکتا لیکن دنیوی سطح پر انسانی گورو بھی اپنی اہمیت رکھتا ہے۔گورونانک صاحب جی اور دوسرے سکھ گوروؤں نے بار بار خدا تک پہنچنے کے سلسلے میں گورو کی اہمیت پر زور دیا ہے۔گورو ہی وہ وسیلہ ہے جس کے ذریعے پیغامِ الٰہی بندوں تک پہنچتا ہے اور وہی وسیلہ ہے جو بندوں کو خدا تک پہنچاتا ہے۔اس سلسلے میں اس قدر اشعار گورونانک صاحب جی اور دوسرے گوروصاحبان کے موجود ہیں اور یہ عقیدہ سکھوں میں اس قدر مستحکم ہے کہ اس کے لیے کسی حوالہ کی ضرورت نہیں ہے۔سِکھ مذہب کے دیگر دس گُوروصاحبان مندرجہ ذیل ہیں:۔

سکھ مذہب کا آغاز 1469ء میں ہوا۔اس مذہب کے بانی بابا گورونانک صاحب جی نے اپنے روحانی تجربے اور برسوں کی ریاضت کے بعد اپنی تعلیمات کو سادہ انداز میں پیش کیا۔ان کے بعد آنے والے سکھ گوروؤں نے اس مذہب کو ایک منظّم تحریک کی شکل دی اور آخری گورو، گوروگوبند سنگھ جی نے یہ طے کر دیا، کہ ان کے بعد مذہبی کتاب ''گوروگُرنتھ صاحب'' کو گورو کا درجہ حاصل رہے گا اور ہمیشہ اسی سے رہنمائی لی جاتی رہے گی۔چناں چہ اب گرنتھ صاحب گورو ہیں اور انھیں زندہ پاتشاہ کا درجہ حاصل ہے۔

سکھ مذہب کی تاریخ سے واضح ہوتا ہے کہ بابا گورونانک صاحب جی نے سکھوں کوایک جماعت کی شکل دینے کی کوشش نہیں کی، البتہ ان کی شخصیت اور تعلیمات کے اثرات سب سے زیادہ مرتب ہوئے۔ وہ نہ صرف سکھ مذہب کے بانی ہیں، بلکہ انھیں ہمیشہ کے لیے اس میں مرکزی اہمیت حاصل رہے گی۔

گُوروانگد صاحب جی (لہنا بھائی):

گوروانگد صاحب جی

گوروانگد صاحب جی 1504ء میں پیدا ہوئے۔ وہ ایک درگاہ کے پجاری تھے اور ہر سال بھگتوں کا گروہ لے کر جوالامکھی کے مقام پر دیوی کے مندر جایا کرتے تھے۔ وہاں ایک دفعہ وہ گُورونانک صاحب دیو جی کے پیروکار جودھا بھائی سے متاثر ہوئے اور اس کے بعد گُورونانک صاحب جی سے ملاقات کی۔ اس وقت ان کی عمر 28 سال تھی پھر عمر بھر کے لیے وہیں کے ہو رہے۔ گُورونانک صاحب جی کے عہد میں انھوں نے لنگر کا کام سنبھال لیا تھا۔ گُورونانک صاحب جی نے وفات سے بیس دن پہلے انھیں جانشین بنایا تھا۔ گُورونانک صاحب جی کی بیوی نے اصرار کیا کہ بیٹے کو جانشین بنائیں لیکن گُورونانک صاحب دیو جی نے چند آزمائشوں میں ثابت قدم دیکھ کر گوروانگد جی کو گُورو اور جانشین مقرر کر دیا۔ گُوروانگد جی نے نہ صرف کیرتن اور لنگر کی روایت کو جاری رکھا بلکہ اس میں توسیع بھی کی۔

گوروانگد صاحب جی نے دو ایسے کام کیے جن سے سِکھ جماعت کے نظم میں استحکام آیا۔ ایک یہ کہ انھوں نے گورمکھی رسم الخط کو ترتیب دیا اور دوسرا یہ کہ گُورونانک صاحب جی کی سوانحِ عمری مرتب کرائی جس میں ان کی تعلیمات کا خلاصہ بھی شامل کیا گیا۔ اسی طرح انھوں نے ادارہ سنگت قائم کیا، جہاں لوگ عبادت، دوستی اور بھائی چارے کے لیے مل بیٹھتے تھے۔ یہی ادارہ آگے چل کر گُوردوارے کی بنیاد بنا۔ گُوروانگد صاحب جی نے مساوات، رواداری اور احترام آدمیت کا رویہ اپنایا اور کسی مذہب پر تنقید نہ کی۔ ان کے 62 اشلوک گُوروگرنتھ صاحب میں شامل ہیں۔ وہ یکم اپریل 1552ء کو جوتی جوت سمائے۔ جوتی جوت سمانے سے ایک ہفتہ پہلے انھوں نے گُورو امر داس جی کو گورو نامزد کیا۔

گُوروامرداس جی:

گُوروامرداس 1479ء میں امرت سر کے قریب ایک گاؤں باسر کے میں پیدا ہوئے۔ ان کا تعلق ایک کٹر مذہبی گھرانے سے تھا۔ وہ گُورونانک صاحب جی کی ایک حمد سن کر متاثر ہوئے اور ان کے پیروکار بن گئے۔ ان کا بڑا کام سِکھوں کو منظم کرنا تھا۔ گُوروامرداس جی ہی نے دوسرا اہم کام یہ کیا کہ شہنشاہ اکبر سے تعلقات بڑھا کر عوامی کام بلاتفریق مذہب و ملت سرانجام دیے۔ مثلاً کبھی مال گزاری معاف

گوروامرداس جی

کرادی، کبھی ہندو تیرتھ پر ٹیکس معاف کرالیا، گوندوال میں باؤلی تعمیر کرادی وغیرہ۔ ان رفاہی کاموں کی وجہ سے انھیں مقبولیت حاصل ہوئی۔ انھوں نے گوروگرنتھ صاحب میں مذہبی دعاؤں کا اضافہ کیا۔ گوروامرداس جی یکم ستمبر 1574ء کو جوتی جوت سمائے۔ جوتی جوت سمانے سے قبل انھوں نے گورورام داس جی کو گورونامزد کیا۔

گورورام داس صاحب جی:

گورورام داس صاحب جی

گورورام داس جی کا نام بھائی جیٹھا تھا۔ آپ لاہور میں 1534ء میں پیدا ہوئے۔ آپ 1574ء سے 581ءتک گورو رہے۔ گورورام داس جی سے قبل گُروامرداس جی نے مذہبی تہوار مناتے وقت انھیں ہندو تہواروں سے الگ کرلیا تھا۔ اب گورورام داس جی نے شادی بیاہ اور مرنے کی رسومات بھی الگ مقرر کردیں۔ ستی کی رسم کی بھی مخالفت کی اور ایسے ختم کردیا۔ گورورام داس جی نے امرت سر شہر بسایا اور وہاں تالاب (سرووَر) بنوایا۔ وہیں بعد میں گولڈن ٹمپل گورودوارہ بنا اور سکھ گورو امرت سر میں رہنے لگے۔ انھوں نے گورو نانک صاحب جی کی تعلیمات کو عام کیا۔ آپ 28 ستمبر 1581ء کو جوتی جوت سمائے۔

گوروارجن صاحب جی:

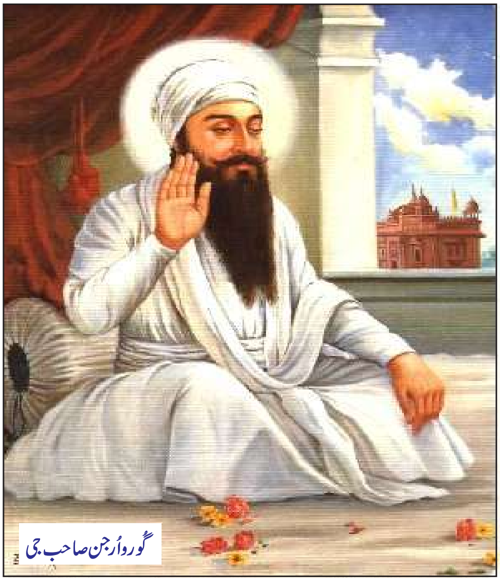

گوروارجن صاحب جی

پانچویں گوروارجن جی، گورورام داس صاحب جی کے بیٹے تھے۔ آپ 15 ستمبر 1563ء کو گووندوال میں پیدا ہوئے۔ انھیں 18 سال کی عمر میں گورونامزد کیا گیا۔ گورورام داس صاحب جی ان کے والد اور گوروامرداس صاحب جی ان کے نانا تھے۔ وہ اعلیٰ پائے کے شاعر اور لائق فائق انسان تھے۔ سِکھ جماعت کو منظم کرنے میں ان کا کردار نمایاں رہا۔ گورو نانک صاحب جی نے اپنی سیاحت کے دوران صوفیوں اور بھگتوں کا کلام اکٹھا کیا تھا۔ گورو ارجن صاحب جی نے گورو نانک صاحب جی اور ان کے بعد کے گُروؤں کا کلام جمع کر کے گوروگرنتھ صاحب کو آخری شکل دی۔ اب اُنھیں سِکھ مذہب میں گیارھویں زندہ گروہ کی حیثیت حاصل ہے۔

گُوروارُجن صاحب جی نے امرت سر (شہر) میں مرکزی عبادت گاہ ''ہری مندر صاحب''، تعمیر کرائی۔ جسے اب گولڈن ٹمپل کہتے ہیں۔ یہاں سِکھ گوروؤں کی رہائش گاہ بھی بنوائی۔ اس لیے اس جگہ کو ''دربار صاحب'' کا نام دیا گیا ہے۔ جہاں کوئی بھی گُوروصاحب رہائش پذیر ہوتے تھے یا کہیں بھی گُوروگرنتھ صاحب کا پاٹھ ہوتا ہے اسے دربار صاحب کہا جاتا ہے۔ مالی طور پر تنظیم کو مضبوط بنانے کے لیے گُوروارُجن صاحب جی نے سِکھوں کے لیے عشر (دسونتھ) متعارف کروایا۔ اس سے پہلے راہِ عامہ کے کام اور لنگر صرف نذرانوں سے چلتے تھے۔ اس کا فائدہ یہ ہوا کہ سِکھوں کی رفاہی تنظیم معاشی طور پر مضبوط ہوگئی۔ گُوروارُجن صاحب جی نے دریائے راوی اور دریائے بیاس کے درمیان تین شہر ترن تارن، کرتار پور اور ہرگوبند پور بسائے۔ شہنشاہ جہانگیر کے دور میں اس کا بیٹا خُسرو باغی ہوکر پنجاب آ گیا اور گوروارُجن جی سے مدد چاہی۔ گُورو نے اس کی مالی مدد کی۔ لاہور کے گورنر چندومَل نے ایک سازش کے تحت گورو جی کو لاہور میں قید کر کے شہید کرا دیا۔ اس سے سِکھوں اور مغلوں کے تعلقات خراب ہو گئے اور ان میں فاصلے بڑھتے گئے اور آگے چل کر یہ فاصلے زیادہ ہو گئے۔ گُورو جی کو 16 مئی 1606ء کو شہید کیا گیا۔ انھیں ''لاثانی شہید'' یا ''شہیدوں کا سرتاج'' بھی کہا جاتا ہے۔

گُوروہرگوبند صاحب جی:

گوروہرگوبند صاحب جی

گُوروہرگوبند سِنگھ جی 19 جون 1595ء کو پیدا ہوئے۔ سِکھ جماعت کے لیے یہ ایک مشکل دور تھا۔ مغل دور مخالفت کا زمانہ تھا۔ گُورو جی نے ظلم کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ ان کی زندگی جنگی تیاریوں میں بسر ہوئی۔ انھوں نے تمام پیروکاروں کو ہر وقت چوکس رہنے کا حکم دیا۔ انھیں عمدہ نسل کے گھوڑے پالنے کا شوق تھا۔ انھوں نے پنجاب کے گورنر کے خلاف جنگیں لڑیں۔ پانچ سال تک ان کے تعلقات مغل شہنشاہ جہانگیر سے خوشگوار بھی رہے۔ بعد میں انھیں گوالیار کے قلعہ میں بند کر دیا گیا۔ گورو ہرگوبند صاحب جی 1645ء میں جوتی جوت سمائے۔

گُوروہررائے صاحب جی:

گوروہررائے صاحب جی

گُوروہررائے صاحب جی 16 جنوری 1630ء کو پیدا ہوئے۔ تیرہ سال کی عمر میں ان کے دادا گُوروہرگوبند صاحب جی نے انھیں گُورو نامزد کیا۔ مزاجاً وہ نرم خو اور صلح پسند انسان تھے۔ انھوں نے مغلوں کے خلاف کوئی فوجی کارروائی نہ کی۔ البتہ داراشکوہ کو بچانے میں اس کی مدد کی۔ انھیں شکست ہوئی۔ دہلی طلب کیے گئے اور وہیں 3 مئی 1644ء کو جوتی جوت سمائے۔

گُوروکرِشن صاحب جی:

گُوروکرِشن صاحب جی 17 جولائی 1756ء کو پیدا ہوئے۔ انھیں پانچ سال کی عمر میں گُورو نامزد کیا گیا۔ اس وقت دہلی میں

گوروکرِشن صاحب جی

چیچک کی وبا پھیلی ہوئی تھی اور روزانہ ہزاروں افراد مر رہے تھے۔ گُوروکرِشن صاحب جی کو خدائے برتر نے چیچک کے علاج کی صلاحیت عطا کر رکھی تھی۔ اس لیے انھوں نے دہلی میں بے شمار چیچک کے مریضوں کا علاج کیا۔ اہل دہلی تو چیچک کے مرض سے شفایاب ہوئے لیکن گُوروجی چیچک کے مرض سے جوتی جوت سمائے۔ انھوں نے سات سال، سات ماہ اور 23 دن عمر پائی۔

گُوروتیغ بہادر صاحب جی:

گوروتیغ بہادر صاحب جی

آپ 1621ء کو امرت سر میں پیدا ہوئے۔ آپ چھٹے گُورو، گُوروہرگوبند جی کے بیٹے تھے۔ صوفی مَنَش انسان تھے۔ وہ دس سال تک گُورو رہے۔ اورنگ زیب عالمگیر کے عہد میں دہلی میں چاندنی چوک میں انھیں شہید کر دیا گیا۔ یہ المناک واقعہ تھا جس نے سِکھ قوم کے جذبات میں ہلچل مچادی۔ ان کے بعد ان کا بیٹا گورو بنا۔

گوروگوبند سِنگھ صاحب جی:

گوروگوبند سنگھ صاحب جی

گُوروگوبند سِنگھ صاحب جی اپنے والد کی شہادت کے بعد گُورو بنے۔ انھوں نے سِکھ مذہب میں بڑا اہم کردار ادا کیا۔ بقول ایک مصنف کے انھوں نے ''سِکھ شریعت اور سِکھ روایت کے مخصوص کردار کی تشکیل کا اہم کام سرانجام دیا''۔ وہ اچھے شاعر، گھڑسوار، ایک جرأت مند اور بہادر انسان تھے۔ ایک مثالی ہیرو کی خصوصیات ان میں پائی جاتی تھیں۔ انھوں نے بتیس سال تک ہمالیہ کے پہاڑی سلسلے میں اپنا ٹھکانہ بنائے رکھا اور حکومت سے بدلہ لینے کے لیے بھرپور تیاری کرتے رہے انھوں نے سِکھوں کو فوجی تربیت دی اور سِکھ قوم کو جنگجو بنا دیا۔ انھوں نے انند پور میں ہزاروں عقیدت مندوں کو جمع کیا اور امرت چکھا کر خاص مرید بنایا جو ''خالصہ'' کہلائے۔ انھیں پہاڑی ریاستوں کے راجوں سے 19 جنگیں لڑنا پڑیں، زندگی کے آخری سالوں میں وہ ایک مسلمان ریاست حیدرآباد دکن میں چلے گئے اور باقی زندگی وہیں گزاری۔ اُنھوں نے ہر سِکھ کے نام کے ساتھ ''سنگھ''، اور عورت کے نام کے آخر میں ''کور'' کا اضافہ لازی قرار دیا۔ انھوں نے سِکھوں کے لیے پانچ چیزیں لازم قرار دیں جو کاف سے ''ک'' سے شروع ہوتی ہے۔ کچھا، کیس، کنگھا، کڑا اور کرپان۔ سِکھ قومیت کے لیے ان کی خدمات کی وجہ سے آگے چل کر پنجاب میں سِکھوں کو اقتدار ملا۔ اپنے جوتی جوت سمانے سے پہلے گُورو گدی گُوروگرنتھ صاحب کو سونپی اور کہہ گئے کہ اب میرے بعد سِکھ مذہب کا کوئی گُورو نہ ہوگا۔

گُوروگرنتھ صاحب جی:

گُوروگرنتھ صاحب جی، سِکھوں کی مقدّس کتاب ہے۔ اُنھیں گُورو اِس لیے کہا جاتا ہے کیوں کہ سِکھوں کے دسویں گُورو، گورورگوبند سِنگھ جی نے کسی سِکھ کو گُورونامزد کرنے کی بجائے کہہ دیا تھا کہ آئندہ راہنمائی گُوروگرنتھ صاحب سے حاصل کی جائے یہی ہمیشہ کے لیے آپ کا گُورو ہے۔ اس میں گُورونانک صاحب جی کے علاوہ گُوروانگد صاحب جی، گُوروامرداس صاحب جی، گُورورام داس صاحب جی، گُوروارُجن صاحب جی اور گُوروتیغ بہادر صاحب جی کی بانیاں شامل ہیں۔ اس کے علاوہ بابافریدالدین گنج شکر رحمۃ اللہ علیہ اور بھگت کبیر سمیت بہت سے صوفیہ اور بھگتوں کا کلام بھی شامل ہے۔ گُوروگرنتھ صاحب کو گورمُکھی (پنجابی) رسم الخط میں لکھا گیا ہے جس میں پنجابی، سندھی، مراٹھی، برج بھاشا، ہندی، سنسکرت، عربی، فارسی، بنگالی اور تامل زبانوں کے الفاظ شامل ہیں۔ اس لیے اسے (مشرقی) ''زبانوں کا خزانہ'' بھی کہا جاتا ہے۔ یہ سِکھ مذہب کے پیروکاروں لیے راہنما اور روحانی سرچشمہ ہے۔ سِکھ اسے زندہ بادشاہ مانتے ہیں۔ اگرچہ ان سکھوں گوروؤں کے عہد میں سکھوں کو سیاسی اقتدار نہ مل سکا، لیکن یہ انھی کی کاوشوں کا نتیجہ تھا کہ آگے چل کر مہاراجا رنجیت سنگھ جی نے ایک مضبوط حکومت قائم کی۔ اب سکھ مذہب کے پیروکار ہندوستان کے مشرقی پنجاب اور صوبہ ہریانہ میں اہم اور فیصلہ کن سیاسی قوت ہیں اور برصغیر کے علاوہ برطانیہ، امریکہ، کینیڈا، جرمنی، دبئی اور دیگر ممالک میں بھی آباد ہیں۔ پاکستان میں بھی سِکھ برادری ایک بڑی تعداد میں لاہور، ننکانہ صاحب، پشاور وغیرہ میں آباد ہیں۔

صبح سویرے اُٹھ کر اشنان کے بعد گوروگرنتھ صاحب سے پانچ بانیوں کا پاٹھ کرتے ہیں۔ اور یک سُو ہو کر یادِالٰہی میں محو رہتے ہیں اسی طرح کیرتن بھی عبادت ہے۔ اس میں موسیقی کے ساتھ گُربانی پڑھی جاتی ہے۔ عبادت گاہ کو ''گوردوارہ'' کہتے ہیں بلکہ جہاں بھی گورو گرنتھ صاحب موجود ہو وہ جگہ بے حد متبرک تصور کی جاتی ہے۔ گوروگرنتھ صاحب جس کمرے میں ہوں، اسے گرمیوں میں ائیر کنڈیشنز لگا کر یا پنکھے کے ذریعے سے ٹھنڈا رکھا جاتا ہے اور سردیوں میں کمرہ گرم رکھنے کا اہتمام کیا جاتا ہے۔ وہاں کمبل اور خوب صورت رومالوں کا اہتمام بھی ہوتا ہے۔ سکھ مذہب کے تہوار بھی عبادت کا ذریعہ ہیں۔ لنگر کا اہتمام بھی دراصل عبادت کا حصہ ہے، جس میں مذہب وملت کے امتیاز کے بغیر ہر ایک شخص کو کھانا فراہم کیا جاتا ہے۔

سکھ مذہب میں رسومات کو زیادہ دخل نہیں۔ بچے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار کیا جاتا ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد جب گوروگرنتھ صاحب کا پاٹھ ہوتا ہے تو گیانی صاحب گورو گُرنتھ صاحب کے حکم نامے کے پہلے ایک یا دو حروف سے بچے کا نام رکھ دیتے ہیں۔

سکھ مذہب میں موت اور آخرت پر یقین ہے۔ موت کے بعد سکھ مذہب میں مُردے کو اشنان دیتے اور کفن پہناتے ہیں۔ ارداس (دعا) کے بعد مردے کو سمرن کرتے ہوئے شمشان گھاٹ لے جایا جاتا ہے اور یہیں پر اس کا ''سنسکار'' کیا جاتا ہے۔ بعدازاں سُکھ منی صاحب کا پاٹھ کیا جاتا ہے اور اَردس کے بعد سنگت گورودوارے میں سراکھنڈ پاٹھ ارنبھ کیا جاتا ہے جو اڑتالیس گھنٹوں تک مسلسل جاری رہنے کے بعد سماپت ہونے کے بعد سنگتوں کے یا لنگر کا بندوبست کیا جاتا ہے۔

سِکھ مذہب کے چند تہوار

1۔ وساکھی (خالصہ ساجنا دِیوس):

''وساکھی'' ایک اہم موسمی تہوار ہے جو بڑے جوش وخروش سے منایا جاتا ہے۔ خاص طور پر پنجاب میں ربیع کی فصل کاٹنے کے موقع پر کسان یہ دن بھنگڑا ڈال کر خوشی سے شروع کرتے ہیں۔ وساکھی کا تہوار ہر سال یکم وساکھ کو منایا جاتا ہے۔ پنجاب کے کسان رب کا شکرادا کرتے ہیں اور آنے والی فصل کی بہتری کے لیے دعا کرتے ہیں۔ وساکھی کا تصور مذہبی لحاظ سے بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ دسویں گوروگوبند سنگھ صاحب نے 1699ء میں اپنے والد کی شہادت کے بعد سکھوں میں نیا جذبہ پیدا کرنے کے لیے اعلان کیا کہ وہ وساکھی منانے کے لیے 30 مارچ 1699ء میں کیس گڑھ سے انند پور صاحب آئیں گے۔ گوروگوبند سنگھ صاحب کا عقیدہ تھا کہ ہر اچھا کارنامہ کسی بڑی قربانی کا نتیجہ ہوتا ہے۔ جو شخص بھی قربانی کے لیے تیار ہے اسے آگے بڑھنا چاہیے۔ وساکھی کا تہوار، وساکھ کی پہلی تاریخ (تیرہ یا چودہ اپریل) کو منایا جاتا ہے۔ اس دن کھیتوں میں ایک میلہ لگتا ہے اور یہ دن بڑی دھوم دھام سے منایا جاتا ہے۔ خاص طور پر سکھ اس دن کو بڑے جوش وخروش سے مناتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اُن کی عبادت گاہوں میں بڑی سرگرمیاں دیکھنے میں آتی ہیں۔ صبح اٹھ کر لوگ نہاتے ہیں اور اپنے نزدیکی عبادت گاہوں میں جاتے ہیں۔ خصوصی دعائیں مانگتے ہیں۔ بعد میں پرشاد تقسیم کرتے ہیں۔ عبادت گاہوں پر جھنڈا لہرایا جاتا ہے۔ سکھ وساکھی کا جلوس بھی نکالتے ہیں۔ اس دوران محبت بھرے گیت گائے جاتے ہیں۔ بھنگڑا اور گدا ڈالا جاتا ہے۔ سکھ نئے نئے کپڑے پہن کر خوشی سے ناچتے ہیں۔ کئی دیہاتوں میں میلے بھی لگتے ہیں جہاں لوگ اکٹھے ہو کر خوشی مناتے ہیں۔ کشتیوں فنون سپہ گری، موسیقی، شاعری اور لوک گیتوں کے مقابلے ہوتے ہیں۔

سکھوں کے پنج پیارے اس میں حصہ لیتے ہیں۔ اس تقریب کے دوران گیت گائے جاتے ہیں۔ دن کے آخر میں ایک جلوس نکالا جاتا ہے۔ جس میں پنج پیارے آگے آگے چلتے ہیں۔ اس دوران بھنگڑا اور گدا ڈالا جاتا ہے۔ جس سے لوگ لطف اندوز ہوتے ہیں۔ اس تہوار پر آتش بازی بھی ہوتی ہے۔ شام کو لوگوں میں لنگر تقسیم کیا جاتا ہے۔

2۔ گورونانک صاحب جی کا گورو پُرب (جنم دن):

سکھ اپنے مذہب کے بانی گورونانک صاحب جی کا جنم دن بہت عقیدت سے مناتے ہیں۔ گورونانک صاحب جی ''کاتک مہینے'' میں پورنماشی (پورے چاند) کی رات رائے بھوئے کی تلونڈی میں پیدا ہوئے تھے جو لاہور سے ۹۰ کلومیٹر جنوب مغرب کی طرف واقع ہے۔ اب اسے ننکانہ صاحب کہتے ہیں۔ جنم دن کی تقریبات مذہبی نوعیت کی ہوتی ہیں۔ اس لیے ان کا انداز میلوں ٹھیلوں جیسا نہیں ہوتا بلکہ ان میں 24 گھنٹے گورو گرنتھ صاحب جی کا مسلسل پاٹ کیا جاتا ہے جسے (اکھنڈ پاٹ) کہتے ہیں۔ چاند کی بارھویں اور تیرھویں رات میں گورو گرنتھ صاحب کا پاٹ کیا جاتا ہے جسے اکھنڈ پاٹ کہتے ہیں اس تقریب میں لنگر کا انتظام کیا جاتا ہے اور سب مل کر کھاتے ہیں۔ جنم دن کی خوشی میں آتش بازی بھی کی جاتی ہے اور ''اک اونکار'' کی شکل میں چراغاں کیا جاتا ہے۔

3۔ شہیدی پُرب گورو ارجن صاحب جی:

گورو ارجن صاحب جی شہیدی پُرب جون کے آخر میں دُنیا بھر سے سِکھ مناتے ہیں۔ سِکھوں میں شہیدی پُرب کے دِنوں میں شبیل اور لنگر لگا کر دوسروں کو کھلا کر سِکھ اپنا شہیدی دِن مناتے ہیں۔

☆☆☆☆

مشق

(الف) مفصل جواب لکھیں۔

1۔ گُورو نانک صاحب جی کے حالاتِ زندگی تفصیل سے بیان کیجیے۔

2۔ گُورو نانک صاحب جی کی تعلیمات کیا ہیں؟ تفصیل سے بیان کریں۔

3۔ سِکھ مذہب کے کتنے گُورو ہیں؟ کسی پانچ کے بارے میں تفصیل سے بیان کریں۔

(ب) مختصر جوابات لکھیں۔

1۔ سکھ مذہب کے ماننے والے اب کس گُورو سے راہنمائی لیتے ہیں؟

2۔ امرت سر شہر کی بنیاد کس گورو جی نے رکھی؟

3۔ گُورو نانک کی چار اداسیاں کون کون سی ہیں؟

4۔ سِکھ مذہب عورت اور مرد کے نام کا لاحقہ کیا ہے؟

5۔ گُورو گرنتھ صاحب کو زندہ گُورو کیوں کہا جاتا ہے؟

6۔ سکھ مذہب میں موت کے بعد آخری رسومات کیسے ادا کی جاتی ہیں؟

7۔ گُورو گوبند سنگھ جی نے سِکھ مذہب میں کیا کیا تبدیلی کی؟

8۔ بابا گُورو نانک صاحب جی کی زندگی میں کیسے انقلاب آیا؟

(ج) دُرست جواب کی نشان دہی کیجیے۔

1۔ سکھ مذہب کا آغاز ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ نے کیا۔

(ا) بابا گُورو نانک صاحب جی (ب) گُورو ہر گوبند جی (ج) گُورو گوبند سنگھ صاحب جی (د) گُورو انگد صاحب جی

2۔ سِکھ مذہب نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ رسم کی مخالفت کی۔

(ا) ستی کی (ب) لنگر کی (ج) سفر کی (د) ا، ب، ج

3۔ سکھوں کا ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ سے الگ تشخص قائم ہوا۔

(ا) پانچ کاف (ب) نام کے لاحقے (ج) الگ رسم ورواج (د) ا، ب، ج

4۔ سکھ مذہب میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ پر زور دیا گیا۔

(ا) عقیدۂ توحید (ب) رسم ورواج (ج) پیدائش اور مرنے کی رسوم (د) ا، ب، ج

5۔ گورو گرنتھ صاحب کو سکھ مذہب میں ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا درجہ حاصل ہے۔

(ا) یادِ الٰہی (ب) عبادت کے محور (ج) زندہ گُورو (د) ا، ب، ج

6۔ سِکھ صبح سویرے اُٹھ کر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کرتے ہیں۔

(ا) کام کاج (ب) اشنان (ج) اشنان اور گُورو گرنتھ کا پاٹ (د) ا،ب،ج

(د) خالی جگہ پُر کریں۔

1۔ سکھ مذہب کے دوسرے گُورو کا نام۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ہے۔

2۔ سکھ مذہب کے عقائد میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کو بہت اہمیت حاصل ہے۔

3۔ یادِ الٰہی کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کہا جاتا ہے

4۔ گُورو کرشن جی کو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کی عمر میں گُورو بنایا گیا۔

5۔ کیرتن بھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کا ایک حصہ ہے۔

(ہ) طلبہ کے لیے سرگرمیاں:

1۔ سکھ مذہب کی اہم عبادت گاہوں کی تصاویر کا البم بنائیں۔

2۔ سکھ گُوروؤں کے نام لکھ کر کمرۂ جماعت میں نمایاں جگہ پر لگائیں۔

(و) اساتذہ کے لیے ہدایات:

1۔ ممکن ہو تو کسی سکھ راہنما سے طلبہ کو کا انٹرویو کرائیں۔

2۔ سکھ مذہب نے اپنے پیروکاروں پر جو اثرات مرتب کیے ہیں۔اس سے سکھوں میں جو خوبیاں پیدا ہوئی ہیں ان سے طلبہ کو آگاہ کریں۔

☆☆☆☆